Postal Reg.No PB/0154/2003/TO2005

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم   وَعَلٰی عَبْدِہ الْمَسِیحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 53

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 7

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ

25 ذی الحجہ 1424 ہجری 17 تبلیغ 1383 ہش 17 فروری 2004ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۴ فروری ۲۰۰۴ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ

کل حضور انور نے مسجد بیت الفتوح میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو صبر کی تلقین فرمائی۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللھم ایدہ امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو

اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

"ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ ہمت اخلاق فاضلہ میں سے ہے اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت اور تائید کے لئے تیار رہنا چاہئے اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرے۔ بزدلی منافق کا نشان ہے۔ مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو۔ موقع شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تہور ہوتا ہے۔ مومن میں شتابکاری نہیں ہوتی بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرت دین کے لئے تیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔ انسان سے کبھی ایسا کام ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے۔ مثلاً کسی سائل کو اگر دھکا دیا تو یہ سختی کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والا فعل ہوتا ہے اور اسے توفیق نہیں ملے گی کہ اسے کچھ دے سکے۔ لیکن اگر نرمی یا اخلاق سے پیش آوے گا اور خواہ اسے پیالہ پانی ہی کا دیدے تو وہ ازالۂ قبض کا موجب ہو جاوے گا۔

انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھتی ہے، نمازوں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ جب یہ صورت ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے، نماز بھی بار بار پڑھے، قبض کے دور ہونے کا یہی علاج ہے۔

علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (سورۃ الفاطر: ۲۹)۔ اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔

قرآن شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب تک انسان کی فطرت میں سعادت اور ایک مناسبت نہ ہو ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل اگرچہ کھلے کھلے نشان لے کر آتے ہیں مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان نشانوں میں ابتلاء اور اخفاء کے پہلو بھی ضرور ہوتے ہیں۔ سعید جو باریک بین اور دور بین نگاہ رکھتے ہیں اپنی سعادت اور مناسبت فطرت سے اُن اُمور کو جو دوسروں کی نگاہ میں مخفی ہوتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں۔ لیکن جو سطحی خیال کے لوگ ہوتے ہیں اور جن کی فطرت کو سعادت اور رُشد سے کوئی مناسبت اور حصہ نہیں ہوتا وہ انکار کرتے ہیں اور تکذیب پر آمادہ ہو جاتے ہیں جس کا برا نتیجہ اُن کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ ۸۰۶)

احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ غصے پر قابو رکھیں اور ہر میدان میں صبر سے کام لیں

صبر کے خلق کو اپنانے کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں ایمان افروز نصائح

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۳/ فروری ۲۰۰۴ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی یایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ ان اللہ مع الصابرین

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے:

پھر فرمایا صبر ایک ایسا خلق ہے کہ اگر کسی میں پیدا ہو جائے تو انسان کی ذاتی زندگی میں بھی انقلاب آ جاتا ہے اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آ جاتا ہے فرمایا روزمرہ کی زندگی میں انسان کے صبر کو آزمانے کیلئے کوئی نہ کوئی موقعہ نکلتا رہتا ہے جس سے اس کو اپنے صبر کے پیمانہ کو جانچنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ ایک مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی تکلیف کو دور کرنے کیلئے کبھی غیر اللہ کے آگے نہیں جھکتا اور جب مومن کسی تکلیف پر خدا سے یہ التجا کرتا ہے کہ وہ اسے تکلیف سے نجات دے تو صبر سے اللہ کے علاوہ تمام وسیلوں کو چھوڑ کر اسکے حضور جھکتا ہے اللہ فرماتا ہے کہ جب تم اس طرح میرے در پہ آؤ گے تو ایسے صبر کرنے والوں کیلئے خوشخبری ہے کہ اللہ ان کے ساتھ ہے اور پھر وہ ایسے ایسے راستوں سے ان کی مدد کرتا ہے جہاں کسی انسان کا وہم و گمان بھی نہیں جا سکتا۔

فرمایا صبر کے اصل معنی رکنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ انسان کو جب کوئی تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کے پاس شکایت لیکر نہ جائے شکایت لے جانے سے رکا رہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں صبر کی تین اقسام ہیں۔

(۱) انسان جزع فزع سے بچے (۲) نیک باتوں پر اپنے آپ کو روکے رکھے (۳) برائی سے رکا رہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اپنے بصیرت افروز خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ سے بڑھ کر کوئی بھی کسی تکلیف دہ بات پر صبر کرنے والا نہیں لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں اس کے

باقی صفحہ (13) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ

مجلس سوال و جواب

بتاریخ ۳۰ / مارچ ۱۹۸۶ء

(سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمه الله کے ساته ۳۰/ مارچ ۱۹۸۶ء کو منعقد ہونے والی ایک مجلس سوال اور ان کے جوابات کے بعض سوال و جواب کو کیسٹ سے مرتب کرنے کے بعد ادارہ الفضل اپنی ذمه داری پر ہدیه قارئین کر رہا ہے۔اس مجلس کا اصلی لطف تو اس کی ویڈیو ریکارڈنگ دیکھنے اور سننے میں ہے۔تاہم احباب کے استفادہ کے لئے اسے تحریری صورت میں پیش کیا جارہا ہے۔کیسٹ سے اسے سن کر لکھنے میں بیلجئم کے مکرم نصیر احمد شاہد صاحب، مکرم نعیم احمد شاہین صاحب اور مکرم ظہور الٰہی صاحب نے ہمارے ساته تعاون کیا ہے۔فجزاهم الله احسن الجزاء (اداره)

اسلامی جہاد کی حقیقت

جہاد کے متعلق ایک سائل کے مختلف سوالوں کا جواب دینے اور اس کی بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:۔

مرزا صاحب نے ہرگز جہاد سے منع نہیں فرمایا۔آپ نے جہاد کے نام پر قتال سے منع فرمایا ہے یہ دو چیزیں بالکل مختلف ہیں۔جہاد میں قتال بھی ہوتا ہے یہ درست ہے، ہوسکتا ہے۔لیکن ہر قتال کا نام جہاد نہیں ہے۔مسلمان اپنی آزادی کے لئے جنگ کرے اُس کا نام جہاد نہیں ہے۔قرآن کریم نے جو جہاد کی تعریف کی ہے اس کو بھلا کر جو چاہے تعریف کرلیں وہ اسلامی تعریف تو نہیں بن سکتی۔جہاد کی تعریف کے لئے سند کیا ہے؟ مجھے یہ بتایئے۔قرآن کریم اور حدیث ہے یا کوئی اور چیز ہے۔قرآن کریم سے وہ آیت جہاد نکال لیں جہاں پہلی دفعہ اجازت ملی ہے اور اس سے معاملہ بالکل کھل جائے گا۔اس کو بھلا کر کس طرح آپ جہاد کی بات کر سکتے ہیں۔سورۃ الحج میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دی گئی۔جہاد کی اجازت پہلے بھی تھی لیکن جہاد بالقرآن کی تھی، جہاد بالسیف کی نہیں تھی۔پہلی مرتبہ جہاد بالسیف کی اجازت سورۃ الحج میں ملی ہے۔وہ آیت یہ ہے۔﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ۔ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ……﴾۔(الحج:۴۰۔۴۱)

کہ اجازت دی جاتی ہے اُن لوگوں کو جن پر پہلے ہی تلوار سے حملہ کیا جارہا ہے کہ وہ بھی لڑائی کریں۔یہ جو آیت کا ترجمہ ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں شیعہ، سنی کسی فرقے کا۔اتنا واضح کھلا ترجمہ ہے کہ آپ کوئی قرآن اٹھا کے دیکھ لیں وہاں یہی ترجمہ ہے۔﴿لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ﴾ کا مطلب ہے اُن کو اجازت دی جاتی ہے جن سے پہلے لڑائی کی جارہی ہے۔یعنی دشمنوں نے ان سے لڑائی شروع کر رکھی ہے اور ہم نے پہلے ان کو اجازت نہیں دی تھی۔یعنی دشمن کا پہل کرنا جہاد کی اجازت کے لئے ضروری ہے۔

پہلی شرط یہ نکلی ﴿بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا﴾ اور لڑائی ان سے جو کرنے والے ہیں ان کے پاس کوئی جائز وجہ نہیں ہے کہ وہ ان کے خلاف تلوار اٹھائیں۔از راہ ظلم وہ لڑائی کر رہے ہیں دوسری شرط ہوئی کہ مظلوم ہوں وہ لوگ جن کے خلاف تلوار اٹھائی گئی۔

تیسری بات آگے بات چلانے سے پہلے خدا نے یہ بیان فرمادیو ﴿اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ﴾ اللہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ وہ ان مظلوموں کی مدد پر ان کی نصرت پر قدرت رکھتا ہے۔آگے بڑھنے سے پہلے اس پر آپ غور کرلیں کہ جہاد کی کیا باتیں سامنے آئیں۔

اوّل یہ کہ مسلمانوں کو اسلام کے یا مذہب کے نام پر تلوار اٹھانے میں پہل کی کہیں اجازت نہیں۔اختلافِ مذہب کے نتیجہ میں مسلمان تلوار نکال لے کہ اب میں تمہارا مذہب ٹھیک کرتا ہوں ورنہ تم مسلمان ہو جاؤ۔اس کی سارے قرآن میں کہیں اجازت نہیں۔اجازت ان لوگوں کو ہے جن کے خلاف پہلے دشمن نے تلوار اٹھائی۔

۲) وہ مظلوم ہیں انہوں نے کوئی قصور نہیں کیا۔اب بتایئے جو شخص، جو قوم مظلوم ہے اتنی کہ بڑی دلیری سے اس پر حملہ کرنے والے حملہ کر دیتے ہیں اور بغیر قصور کے۔وہ کمزور بھی ہوگی۔تو کمزور قوم کو لڑنے کی اجازت دے دینا یہ کونسی حکمت کی بات ہے۔جب تک اس کی فتح کی ضمانت نہ دی جائے۔اس لئے قرآن کریم کے حکیمانہ کلام کا حسن اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خیال جو دل میں پیدا ہوتا ہی ہے کہ اتنی مظلوم اور کمزور قوم ہے جو چاہے اس کو جس طرح چاہے رگیدتا پھرتا ہے، جو چاہے اس پر تلوار اٹھاتا ہے اس کو اجازت دے دی ہے کہ لڑ پڑو۔جیسے آدمی مولے کو کہہ دے کہ شہباز سے بے شک لڑ پڑو ہماری طرف سے اجازت ہے۔لیکن خالی اجازت نہیں ہے۔یہ وعدہ ہے ساتھ ﴿وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ﴾۔خدا زیادہ طاقتور ہے سب سے۔جب خدا اجازت دیتا ہے تو اس بات کی ضمانت بھی دیتا ہے کہ جن کو اجازت ہے ان کو فتحمند کر کے دکھائے گا۔یہ تیسری شرط ہوگئی جہاد کی کہ جو جہاد فی سبیل اللہ لڑا جاتا ہے اس میں لازماً اللہ تعالیٰ فتح عطا فرماتا ہے۔ایک بھی جہاد حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں آپ کو دکھائی نہیں دے گا جس میں خدا کا یہ وعدہ پورا نہ ہوا ہو۔

اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ﴾ یہ وہی لوگ ہیں جو اتنے کمزور تھے کہ ان کو گھروں سے نکال دیا گیا اور نکالنے کے بعد بھی پیچھا نہیں چھوڑا۔تلواریں لیکر پیچھے پیچھے وہاں پہنچے جہاں نکال کے ان کو پھینکا تھا۔﴿اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ﴾ کوئی حق نہیں کوئی وجہ نہیں کہ کسی کو گھر سے نکالو اختلاف مذہب کی بنا پر۔﴿اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ﴾ صرف ایک قصور ہے کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔

یہ مضمون ختم کر کے خدا تعالیٰ اب ایک اور مضمون شروع فرماتا ہے اسی آیت میں، ابھی آیت چل رہی ہے۔﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ……﴾ اگر خدا تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے خلاف اپنے دفاع کی اجازت نہ دے یعنی یہاں دفاع کی اجازت ہے۔یاد رہے کہ دفع کا مطلب دفاع ہے، نہ کہ حملہ کرنا۔اسلام میں جہاد کا یہ تصور کہ تلوار اٹھاؤ اور دشمن کو قتل کرتے پھرو اس کا تو اس آیت نے قلع قمع کر دیا۔فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ……﴾ اگر خدا اپنے دفاع کی اجازت نہ دے تو کیا ہو۔﴿لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ﴾۔صَوَامِع اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں خدا کی راہ میں عبادت کرنے والے الگ ہو کر دنیا سے الگ، کٹ کے ایک کٹیا بنا لیتے ہیں یا غار میں چلے جاتے ہیں۔فرمایا ﴿صَوَامِعُ﴾ بھی تباہ ہو جائیں ﴿بِیَعٌ﴾ اور گرجے بھی تباہ ہو جائیں۔﴿وَصَلَوٰتٌ﴾ اور یہودیوں کے معبد بھی تباہ ہو جائیں۔﴿وَمَسٰجِدُ﴾ اور مسجدیں بھی ویران کر دی جائیں جن میں خدا کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔

اب ذرا غور کریں اسلامی جہاد کی بات ہو رہی ہے اس میں گرجوں اور صوامع اور یہودیوں کے معبدوں کا کیا ذکر۔ان کی حفاظت کا بھی اعلان ہے اس دفاع میں۔یہ ہے اسلام۔

قرآن کریم جہاں دفاع کی اجازت دیتا ہے وہاں یہ بھی اعلان کر رہا ہے کہ خدا کے نام پر جتنے بھی گھر بنائے جاتے ہیں خواہ وہ مسلمانوں کے ہوں یا غیر مسلموں کے ہوں ہم ہر ایک کے دفاع کی ضمانت دے رہے ہیں اور اگر یہ اجازت نہ دیتے تو صرف مسجدیں ہی ویران نہ ہوتیں بلکہ یہ سارے عبادت خانے جن میں عیسائی عبادت کرتے ہیں، راہب عبادت کرتے ہیں، یہودی عبادت کرتے ہیں سب تباہ کر دیئے جاتے۔یہ ہے اسلامی جہاد کی تعلیم۔

اس تعلیم کی رو سے اگر کسی گرجے پر حملہ ہو رہا ہو اور مسلمان دفاع کرتا ہوا مارا جائے تو یہ بھی جہاد ہے۔اس کو کہتے ہیں عالمی تعلیم۔اس کو کہتے ہیں ایسا حسن جو جادو کی طرح سر چڑھ کر بولتا ہے۔اس تعلیم کو آپ دنیا میں پیش کریں پھر دیکھیں دشمنِ اسلام کے پاس باقی کیا رہ جاتا ہے۔

اس تعلیم کو چھوڑ کر یہ تعلیم دینا کہ کسی سے اختلاف مذہب ہے اس کے گھر لوٹ لو۔اس کو گھروں سے نکال دو، بے وطن کر دو، مار دو، تباہ کر دو، وہ ہوتا کون ہے اسلام سے اختلاف کرنے والا۔یہ جہاد ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جہاد کے خلاف جس کا بگڑا ہوا تصور آج کے علماء پیش کر رہے ہیں، پہلے بھی کر رہے تھے، اس کے خلاف آپ نے اعلان کیا۔اور وضاحت کی کہ قرآن کریم نے جو جہاد کی شرائط پیش کی ہیں کوئی دنیا میں اس کو منسوخ نہیں کر سکتا۔جب بھی وہ لاگو ہوں گی اس دفاع کی اجازت ہوگی۔لیکن ان حالات میں جبکہ دشمن مذہبی اختلاف کی بنا پر تم پر حملے نہیں کرتا، تمہارے مذہب میں دخل اندازی نہیں کرتا، تمہارے گھروں سے نہیں نکالتا، خدا کے نام پر تمہیں اسلام سے الگ کرنے کے لئے زبردستی نہیں کرتا، تم جو لڑائی کرو اس کا نام مذہبی جہاد نہیں رکھ سکتے۔

سیاسی لڑائیاں سو قسم کی ہوتی ہیں۔اب آپ یہ دیکھیں عراق لڑ رہا ہے کہ نہیں ایران کے خلاف، دونوں کی سیاسی لڑائیاں ہیں۔اگر ایران کہے کہ یہ ہمارا جہاد ہے اور عراق کہے کہ ہمارا جہاد ہے تو کس کے مرنے والے جنت میں جائیں گے؟ کس کے مرنے والے دوزخ میں جائیں گے؟ کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ دفاع کرنے والا جہاد کر رہا ہو، دفاع میں مرنے والا بھی جنت میں جا رہا ہو اور اس کو مارنے والا بھی جنت میں جا رہا ہو۔اس لئے باشعور انسان کی طرح پہلے تعلیم کا مطالعہ کرنا چاہئے، قرآن کریم کی بنیادی تعلیم کو سمجھنا چاہئے پھر فرق کریں مذہبی اور سیاسی جنگوں میں۔اگر آپ یہ فرق نہیں کریں گے تو آپ اسلام کا دفاع ہی نہیں کر سکتے۔

دیکھیں اسلام کی تاریخ میں ابتداء ہوئی ہے مذہبی جنگوں سے جن میں سو فیصدی مذہبی اصولوں کی اطاعت کی گئی اور حضرت رسول کریم ﷺ کے زمانے میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں جس پر دشمن انگلی رکھ سکے اور ہم اس کا دفاع نہ کرسکیں۔بعد میں جب سیاسی حکومتیں قائم ہوگئیں تو ان میں کئی ایک سیاسی جنگیں تھیں جو مسلمانوں کی طرف سے ہوئیں لیکن ان میں کوئی جواز نظر نہیں آتا۔جب اُس پر دشمن حملہ کرتا ہے اور کہتا ہے یہ تمہارا جہاد ہے تو کس طرح آپ دفاع کریں گے۔یہی اصول ہے کہ ان کو کہو کہ قرآن کریم مذہبی جنگوں کی اجازت دیتا ہے مذہبی شرائط کے ساتھ۔اس کے علاوہ سیاسی جنگیں بھی دنیا میں ہوتی ہیں ان میں تاریخ دان کا کام ہے فیصلہ کرے لیکن اس میں مذہب کا قصور نہیں۔کیا عیسائی قوموں نے دنیا میں سیاسی جنگیں نہیں کیں؟ ابھی بھی کر رہی ہیں۔کیا آپ عیسائیت کو رگیدیں گے اس کے نتیجہ میں۔

یہ ہے جماعت احمدیہ کا موقف کہ اسلامی جہاد زندہ و تابندہ ہے لیکن ان شرطوں کے ساتھ جو اسلامی جہاد کی شرطیں ہیں۔

ایک فلسطینی دوست میرے پاس تشریف لائے کہ بتاؤ یہ جنگ کیا ہے؟ یہ جہاد ہے کہ نہیں؟ میں نے کہا دیکھیں آپ مجھ سے جواب ایسا لینا چاہتے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں آپ اشتعال پیدا کریں۔میں یہ بتاتا ہوں کہ یہودیوں کا کوئی حق نہیں ہے وہاں رہنے کا۔ایک سیاسی سازش ہے عالم اسلام کے خلاف، یہ میرا فتویٰ ہے اور جماعت احمدیہ ہمیشہ صف اوّل میں یہود

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

احباب جماعت نے خدمت انسانیت اور اخلاص و وفا کے بے نظیر نمونے قائم کئے ہیں

بنی نوع انسان کی خدمت کی خاطر احمدی ڈاکٹر وقف کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور خدا کے فضلوں کے وارث بنیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۷/اکتوبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۷/اخاء ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمداً عبده و رسوله-

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

جماعت میں خدمت خلق اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے جتنا زور دیا جاتا ہے اور ہر امیر غریب اپنی بساط کے مطابق اس کوشش میں ہوتا ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر خدمت خلق کے کام کو سرانجام دے۔ کیوں ہر احمدی کا دل خدمت خلق کے کاموں میں اتنا کھلا ہے اس لئے کہ اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو ہم بھول چکے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو پھر اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو۔ یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے گا۔ اس خوبصورت تعلیم کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شرائط بیعت کی ایک بنیادی شرط قرار دیا ہے کہ میرے ساتھ منسلک ہونے کے بعد اپنی تمام تر طاقتوں اور نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی نہ صرف ہمدردی کرو بلکہ ان کو فائدہ بھی پہنچاؤ۔ اس لئے اگر زلزلہ زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ سیلاب زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ بعض دفعہ تو ایسے مواقع بھی آئے کہ پانی کی تند و تیز دھاروں میں بہ کر احمدی نوجوانوں نے اپنی جانوں کو تو قربان کر دیا لیکن ڈوبتے ہوؤں کو کنارے پر پہنچا دیا۔ پھر خلیفۂ وقت نے جب یہ اعلان کیا کہ مجھے افریقہ کے غریب بچوں کی تعلیم اور بیماریوں کی وجہ سے دکھی مخلوق جنہیں علاج کی سہولت میسر نہیں، سکول اور ہسپتال کھولنے کے لئے اتنی رقم کی ضرورت ہے تو افراد جماعت اس جذبہ کے تحت جو ایک احمدی کے دل میں دکھی انسانیت کے لئے ہونا چاہئے یہ رقم مہیا کریں اور اس پیاری جماعت کے افراد نے خلیفۂ وقت کے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے اس سے کئی گنا زیادہ رقم خلیفۂ وقت کے سامنے رکھ دی جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور پھر جب خلیفۂ وقت نے یہ کہا کہ یہ رقم تو مہیا ہو گئی اب مجھے ان سکولوں اور ہسپتالوں کو چلانے کے لئے افرادی قوت کی بھی ضرورت ہے تو ڈاکٹرز اور ٹیچرز نے انتہائی خلوص کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کیا۔ اب تو افریقہ کے حالات نسبتاً بہتر ہیں۔ ستر کی دہائی میں جب یہ نصرت جہاں سکیم شروع کی گئی تھی انتہائی نامساعد حالات تھے۔ اور ان نامساعد حالات میں ان لوگوں نے گزارا کیا۔ بعض ڈاکٹرز اور ٹیچرز اچھی ملازمتوں پر تھے لیکن وقف کے بعد دیہاتوں میں بھی جا کر رہے۔ اکثر ہسپتال اور سکول دیہاتوں میں تھے جہاں نہ بجلی کی سہولت نہ پانی کی سہولت لیکن دکھی انسانیت کی خدمت کے عہد بیعت کو نبھانا تھا اس لئے کسی بھی روک اور سہولت کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی۔ شروع میں ہسپتالوں کا یہ حال تھا کہ لکڑی کی میز لے کر اس پر مریض کو لٹایا، روشنی کی کمی چند لالٹینوں یا گیس لیمپ سے پوری کی اور جو بھی چاقو، چھریاں، قینچیاں، سامان آپریشن کا میسر تھا اس پر مریض کا آپریشن کر دیا اور پھر دعا میں مشغول ہو گئے کہ اے خدا میرے پاس تو جو کچھ میسر تھا اس کا میں نے علاج کر دیا ہے۔ میرے خلیفہ نے مجھے کہا تھا کہ دعا سے علاج کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں بہت شفا رکھے گا۔ تو ہی شفا دے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان قربانی کرنے والے ڈاکٹروں کی قدر کی اور ایسے ایسے لاعلاج مریض شفا پا کر گئے کہ دنیا حیران ہوتی تھی۔ اور پھر مالی ضرورتیں بھی اس طرح خدا تعالیٰ نے پوری کیں کہ بڑے بڑے امراء بھی شہروں کے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے دیہاتی ہسپتالوں میں آ کر علاج کروانے کو ترجیح دیتے تھے۔ اسی طرح اساتذہ نے بھی بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ ڈاکٹروں اور اساتذہ کی خدمات کے سلسلے آج بھی جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلے جاری رکھے اور ان سب خدمت کرنے والوں کو اجر عظیم سے نوازتا رہے۔

جلسے پر میں نے ڈاکٹروں کو توجہ دلائی تھی کہ ہمارے افریقہ کے ہسپتالوں کے لئے ڈاکٹر مستقل یا عارضی وقف کریں۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات بہت بہتر ہیں۔ وہ دقتیں اور وہ مشکلات بھی نہیں رہیں جو شروع کے واقفین کو پیش آئیں اور اکثر جگہ تو بہت بہتر حالات ہیں اور تمام سہولیات میسر ہیں۔ اور اگر کچھ تھوڑی بہت مشکلات ہوں بھی تو اس عہد بیعت کو سامنے رکھیں کہ محض للہ اپنی خداداد طاقتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ آگے آئیں اور مسیح الزمان سے باندھے ہوئے اس عہد کو پورا کریں۔ اور ان کی دعاؤں کے وارث بنیں۔ اسی طرح ربوہ میں فضل عمر ہسپتال کے لئے بھی ڈاکٹروں کی ضرورت ہے وہاں بھی ڈاکٹر صاحبان کو اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔

پھر پاکستان میں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی بچوں کی تعلیم اور مریضوں کے علاج کے لئے مستقلاً احباب جماعتی انتظام کے تحت مالی اعانت کرتے ہیں اور پاکستان اور ہندوستان جیسے ملکوں میں جہاں غربت بہت زیادہ ہے اس مقصد کے لئے مالی اعانت کرنے والے اس خدمت کی وجہ سے مریضوں کی دعائیں لے رہے ہیں۔ تو اس نیک کام کو بھی احباب جماعت کو جاری رکھنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر جاری رکھنا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر کرنا چاہئے کیونکہ دکھوں میں اضافہ بھی بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔

اب میں بعض پرانے بزرگوں کے واقعات جو خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے پیش کرتا ہوں۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رضی اللہ عنہ کے نمونہ کے بارہ میں ان کے متعلق بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ مرحوم ایک زندہ مثال تھے ایسے شخص کی جو حدیث کے مطابق اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرتا تھا جو اپنے لئے پسند کرتا اور کبھی اپنے بھائی سے ایسا سلوک روا نہ رکھتا جو اس کو اپنے لئے ناگوار ہو۔ وہ ہمیشہ اس جستجو میں رہتا تھا کہ اس کو کوئی ایسی خدمت میسر آئے اور کوئی ایسا موقع ہو جس میں وہ اپنے کسی بھائی اور دوست کی مدد کرے۔ تو ان کے بارہ میں آتا ہے کہ جب وہ کالج میں پڑھا کرتے تھے اور جب جماعت کا لیکچر ہوتا تو آتے تھے اور وہاں ہر احمدی کو جا کر ملا کرتے تھے اور اگر کوئی بھائی بیمار ہوتا تو ان کے مکان پر جاتے، اُن کی بیمار پرسی کرتے اور بعض دفعہ تقریباً ہر روز ان بیماروں کو دیکھنے جایا کرتے۔ ایک دفعہ مفتی محمد صادق صاحبؓ سخت بیمار ہو گئے تو مرحوم کئی روز تک مفتی صاحب کے لئے ان کے مکان میں رہے اور رات دن ان کی خدمت کی اور ان کی ساری جو بیماری کی حالت میں بعض دفعہ گند بھی اٹھانا پڑتا تھا تو وہ بھی اٹھا لیا کرتے تھے۔ (اصحاب احمد جلد ۱ صفحہ ۱۹۹۔۲۰۰)

پھر حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ اپنی والدہ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ اگر دشمن نہ ہو تو کوئی دشمن کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اور اس لحاظ سے میں تو کسی کو دشمن نہیں سمجھتی اور دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک بہت کیا کرتی تھیں۔ فرماتی تھیں کہ جس سے دل خوش ہوتا ہے اس کے ساتھ تو حسن سلوک کے لئے خود ہی دل چاہتا ہے۔ اس میں ثواب کی کونسی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے تو انسان کو چاہئے کہ ان لوگوں سے بھی احسان اور نیکی سے پیش آوے جن پر دل راضی نہیں ہوتا۔

وہ لکھتے ہیں کہ ڈسکہ میں رہتی تھیں تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ بڑا فیاضانہ سلوک تھا اور لوگ بھی بڑی عزت و احترام سے انہیں دیکھتے تھے۔ جب احرار کا جھگڑا شروع ہوا تو اس کا اثر ان کے علاقہ میں بھی پڑا

اور وہی لوگ جو مدد لیا کرتے تھے دشمنیاں کرنے لگ گئے۔ لیکن اس دشمنی کا بھی ان کی والدہ پر کوئی اثر نہیں پڑا اور اگر ان کے رشتہ داروں میں سے کوئی یہ بھی کہتا کہ آپ فلاں شخص کی مدد کر رہی ہیں جبکہ وہ ہماری مخالفت کر رہا ہے، احرار میں شامل ہے تو بڑا برا منایا کرتی تھیں کہ تم مجھے اس خدمت سے کیوں روک رہے ہو۔

ایک دفعہ بیان کرنے والے لکھتے ہیں کہ کچھ پارچات، کپڑے وغیرہ تیار کر رہی تھیں تو انہوں نے جا کر ان کو کہا کہ آپ کس کے لئے تیار کر رہی ہیں تو چوہدری صاحب کی والدہ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص کے بچوں کے لئے کر رہی ہیں۔ تو اس شخص نے کہا کہ آپ بھی عجیب ہیں وہ تو احراری ہے اور جماعت کی بڑی مخالفت کرتا ہے، اس کے لئے آپ یہ کپڑے تیار کر رہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ شرارت کرتے ہیں تو اللہ میاں ہماری حفاظت کرتا ہے اور جب تک وہ ہمارے ساتھ ہے مخالف کی شرارتیں ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ لیکن یہ شخص مفلس ہے۔ اس کے اپنے بچوں اور پوتوں کے بدن ڈھانکنے کے لئے کپڑے مہیا کرنے کا سامان نہیں ہے تو اس کو ضرورتمند سمجھتے ہوئے مَیں اس کے لئے یہ کپڑے تیار کر رہی ہوں اور تم جو یہ اعتراض کر رہے ہو تو تمہاری سزا یہ ہے کہ جب مَیں یہ کپڑے تیار کرلوں گی تو تم ہی اس کے گھر جا کر پہنچا کر آؤ گے۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ یہ احراری ہے اور اس پر تو دوسرے احراریوں کی نظر بھی ہوگی تو رات کے وقت جانا تا کہ اس کو کوئی تنگ نہ کرے کہ تم نے احمدیوں سے کپڑے وصول کئے۔

(اصحاب احمد جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۵،۱۷۶)

پھر آپ کا نمونہ بیواؤں اور یتامیٰ کی نگہداشت بھی آپ کا دل پسند مشغلہ تھا۔ اور لکھنے والے کہتے ہیں کہ بچیوں کے جہیز تیار کر رہی ہوتیں تو بڑے انہماک سے اپنے ہاتھوں سے ساری تیاری کیا کرتی تھیں، کپڑے تیار کیا کرتی تھیں۔ (اصحاب احمد جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۶)

پھر حضرت میر محمد اسحاق صاحب ؓ بھی یتیموں کی خبر گیری کی طرف بہت توجہ دیتے تھے اور دارالیتامیٰ میں اتنے یتیم تھے، دارالشیوخ کہلاتا تھا تو ان کے بارہ میں روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ بخار میں آرام فرما رہے تھے اور شدید بخار تھا، نقاہت تھی، کمزوری تھی۔ کارکن نے آکر کہا کہ کھانے کے لئے جنس کی کمی ہے اور کہیں سے انتظام نہیں ہو رہا۔ لڑکوں نے صبح سے ناشتہ بھی نہیں کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا فوراً تانگہ لے کر آؤ اور تانگے میں بیٹھ کر مخیّر حضرات کے گھروں میں گئے اور جنس اکٹھی کی اور پھر ان بچوں کے کھانے کا انتظام ہوا۔ تو یہ جذبے تھے ہمارے بزرگوں کے کہ بخار کی حالت میں بھی اپنے آرام کو قربان کیا اور یتیم بچوں کی خاطر گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور یہ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ آپ کو تو اپنے آقا ﷺ کی یہ خوشخبری نظروں کے سامنے تھی کہ مَیں اور یتیم کی پرورش کرنے والا اس طرح جنت میں ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ہوتی ہیں۔ شہادت کی اور درمیانی انگلی آپ نے اکٹھی کی۔ تو یہ نمونے تھے ہمارے بزرگوں کے۔

پھر حضرت حافظ معین الدین صاحب ؓ کے بارہ میں روایت آتی ہے کہ آپ کو نظر نہیں آتا تھا، آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک سرد رات میں جب کہ قادیان کی کچی گلیوں میں سخت کیچڑ تھا، بہت مشکل سے گرتے پڑتے کہیں جا رہے تھے۔ ایک دوست نے پوچھا تو فرمایا بھائی یہاں ایک کتیا نے بچے دئے ہیں۔ میرے پاس ایک روٹی پڑی تھی۔ مَیں نے کہا کہ جھڑی کے دن ہیں یعنی بارش ہو رہی ہے اس کو ہی ڈال دوں۔ اور یہ بھی سنت کی پیروی تھی جو حافظ صاحب نے کی کہ جانوروں پر بھی رحم کرو اور یاد رکھو وہ واقعہ جب کسی کنوئیں میں اتر کر، اپنے جوتے میں پانی بھر کر کتے کو پانی پلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی کے عوض اسے بخش دیا۔ اس پر صحابہ بہت حیران ہوئے اور پوچھا کہ کیا جانوروں کی وجہ سے بھی اجر ملے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہاں ہر ذی روح اور جاندار کی نیکی اور احسان کا اجر ملتا ہے۔

پھر ایک واقعہ ہے ایک احمدی حضرت نور محمد صاحب کا۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ اور آپ کے پاس نہ کوٹ تھا نہ کمبل۔ صرف اوپر نیچے دو قمیصیں پہن رکھی تھیں کہ گاڑی میں سوار تھے۔ ایک معذور بوڑھا ننگے بدن کانپتا ہوا نظر آیا۔ اسی وقت اپنی ایک قمیص اتار کر اسے پہنا دی۔ ایک سکھ دوست بھی ساتھ سفر کر رہا تھا وہ یہ دیکھ کر کہنے لگا "بھائیا جی ہُن تہاڈا تے بیڑا پار ہو جائے گا، آپاں دا پتہ نئیں کی بنے"؟۔ تو یہ نمونے تھے۔ پھر چند دن بعد یوں ہوا کہ یہی نور محمد صاحب ایک نیا کمبل اوڑھ کر بیت الذکر نپورہ میں نماز فجر کے لئے آئے تو دیکھا کہ فتح دین نامی ایک شخص جو کسی وقت بہت امیر تھا بیماری اور افلاس کے مارے ہوئے سردی سے کانپ رہے تھے۔ تو نور محمد صاحب نے فوراً اپنا نیا کمبل اتارا اور اسے اوڑھا دیا۔ (روح پرور یادیں صفحہ ۲۸۷)

پھر ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے وقت لاکھوں لٹے پٹے مہاجر لوگ قافلوں کی صورت میں قادیان کا رُخ کرتے تھے اور اس وقت انتہائی برے حالات تھے۔ مسلمانوں کی عورتوں کی عزت و حرمت کی کوئی ضمانت نہیں تھی اور سب مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ قادیان پہنچ جائیں تو ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ تو اس وقت بھی جو بھی جماعت کے افراد وہاں موجود تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اس وقت وہاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں انچارج بنایا ہوا تھا تو سب آنے والوں کو جو بڑی کسمپرسی کی حالت میں وہاں پہنچے تھے۔ بعض کپڑوں کے بھی بغیر تھے تو حضور نے سب سے پہلے اپنے گھر کے، خاندان والوں کے کپڑے نکالے بکسوں سے اور پھر ان کو دئے۔ پھر وہیں سے قافلے ایک انتظام کے تحت روانہ ہوئے اور پاکستان پہنچتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے محفوظ طریقے سے پہنچتے رہے۔ اور احمدیوں نے اپنی جانوں کو قربان کر کے ان لوگوں کی حفاظت کی ذمہ داری ادا کی۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں ایک یہ شرط بھی ہے کہ ہم اب اس عہد کے ساتھ جماعت میں شامل ہوتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد اب ہمارا اپنا کچھ نہیں رہا۔ اب سارے رشتے اور تمام تعلقات صرف اس وقت تک ہیں جب تک کہ وہ نظام جماعت اور حضور اقدس کی ذات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کوئی رشتہ، کوئی تعلق ہمیں حضور علیہ السلام سے دور نہیں لے جا سکتا۔ ہم تو اُس در کے فقیر ہیں اور یہی ہمیں مقدم ہے۔ پھر اس عہد کو بھایا گیا اور خوب نبھایا۔ اس کی بھی چند مثالیں پیش کرتا ہوں اور اکثر ایسے ہیں جن کو زمانے کے امام نے خود اپنے الفاظ میں زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ایسا ہی ہمارے دلی محب مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو اس سلسلہ کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں اور صاحبزادہ پیرجی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔ اور میاں عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی، اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی اور منشی چوہدری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور اور منشی جلال الدین صاحب یلانی وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال دین اور امام دین کشمیری میرے گاؤں کے قریب رہنے والے ہیں۔ یہ تینوں غریب بھائی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ یہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ اس غریب نے شاید کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا"۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱ صفحہ ۳۱۳،۳۱۴)

پھر آپ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل ؓ کے متعلق فرماتے ہیں:-

"کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لئے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی...... جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں"۔ (نشان آسمانی۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۴۰۷)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل، مولانا نورالدین صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا کہ:

"مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے، میرا نہیں آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مراد کو پہنچ گیا"۔ (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت منشی ظفر احمد صاحب ؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

"حبی فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب جو جوان صالح اور کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے یعنی

ارشادِ نبوی ﷺ
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 بینٹنگ لین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش: 237-0471,237-8468

بڑی باریک نظر سے دیکھنے والے ہیں۔ استقامت کے آثار وانوار ان میں ظاہر ہیں۔ وفاداری کی علامات وغیرہ میں قسمت زدہ ہیں۔ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے۔اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھتا ہے اور ادب،جس پر تمام مدار حصول فیض کا ہے اور حسن ظن جو اس راہ کا مرکب ہے دونوں سیرتیں ان میں پائی جاتی ہیں یعنی فیض اٹھانا اور حسن ظن رکھنا۔جن کا یہ مجموعہ ہے یہ دونوں صفتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت میاں عبداللہ سنوریؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

''حبی فی اللہ میاں عبداللہ سنوریؓ یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لاسکتا''۔ یعنی کوئی ابتلاء ان کو اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔''وہ متفرق وقتوں میں دو دو تین تین ماہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا اور میں ہمیشہ بنظر ایمان اس کی اندرونی حالت پر نظر (آثار) رہا ہوں''یعنی میں بڑے غور سے دیکھتا رہا ہوں۔''تو میری فراست نے اس کی تہ تک پہنچنے سے جو کچھ معلوم کیا وہ یہ ہے کہ یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے اور میرے ساتھ اس کے اس قدر تعلق محبت کی بجز اس بات کے اور کوئی وجہ نہیں کہ اس کے دل میں یقین ہو گیا ہے کہ یہ شخص محبان خدا اور رسول میں سے ہے''۔(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۳۱)

پھر حضرت منشی اروڑا صاحبؓ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''حبی فی اللہ منشی محمد اروڑا نقشہ نویس مجسٹریٹی۔منشی صاحب محبت اور خلوص اور ارادت میں زندہ دل آدمی ہیں۔سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔خدمات کو نہایت نشاط سے بجالاتے ہیں''بڑی خوشی سے بجالاتے ہیں۔''بلکہ وہ تو دن رات اس فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔عزیز منشرح الصدر اور جانثار آدمی ہیں''۔یعنی کھلے دل سے قبول کرنے والے اور جانثار آدمی ہیں۔''میں خیال کرتا ہوں کہ ان کو اس عاجز سے ایک نسبت عشق ہے۔شاید ان کی اس سے بڑھ کر اور کسی بات میں خوشی نہیں ہوتی ہوگی کہ اپنی طاقتوں اور اپنے مال اور اپنے وجود کی ہر یک توفیق سے کوئی خدمت بجالاویں۔وہ دل وجان سے وفادار اور مستقیم الاحوال اور بہادر آدمی ہے''۔ہر حال میں وفادار ہیں۔اور مضبوط ہیں ایمان میں اور بہادر آدمی ہیں۔''خدائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے''۔

پھر آپ نے فرمایا:''حبی فی اللہ میاں محمد خان صاحب ریاست کپورتھلہ میں نوکر ہیں۔نہایت درجہ کے غریب طبع،صاف باطن،دقیق فہم،حق پسند''۔یعنی باریکی سے غور کرنے والے اور حق کو پہچاننے والے،سچ کو پسند کرنے والے۔''اور جس قدر انہیں میری نسبت عقیدت وارادت ومحبت اور نیک ظن ہے میں اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔مجھے ان کی نسبت یہ تردد نہیں ہے کہ ان کے اس درجہ ارادت میں کبھی کوئی ؟ پیدا ہو۔بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔وہ سچے وفادار اور جانثار اور مستقیم الاحوال ہیں۔خدا ان کے ساتھ ہو۔ان کا نوجوان بھائی سردار علی خان بھی میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہے۔یہ لڑکا بھی اپنے بھائی کی طرح بہت سعید اور رشید ہے''۔بہت نیک اور سیدھے رستے پر چلنے والا۔اور''خدا تعالیٰ ان کا محافظ ہو''۔(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۳۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''میرے نہایت پیارے بھائی اپنی جدائی سے ہمارے دل پر داغ ڈالنے والے مرزا اعظم بیگ صاحب مرحوم ومغفور رئیس سامانہ علاقہ پٹیالہ کے ہیں جو دوسری ربیع الثانی ۱۳۰۸ ہجری میں اس جہان فانی سے انتقال کر گئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔فرماتے ہیں اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَاِنَّا بِفِرَاقِہٖ لَمَحْزُوْنُوْنَ یعنی آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہیں اور ہم اس کی جدائی سے غمزدہ ہیں۔مرزا صاحب مرحوم جس قدر مجھ سے محض للہ محبت رکھتے تھے اور جس قدر مجھ میں فناہو رہے تھے۔میں کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں تا اس کے مرتبہ کو بیان کرسکوں۔اور جس قدر ان کی بے وقت مفارقت سے مجھے غم اور اندوہ پہنچا ہے میں اپنے گزشتہ زمانہ میں اس کی نظیر بہت کم دیکھتا ہوں۔وہ ہمارے فرد اور ہمارے میر منزل ہیں''یعنی ہماری نظر میں ان کا بڑا مقام ہے اور بڑے اچھے آگے بڑھنے والے تھے لیڈرانہ صلاحیت تھی جو ہمارے دیکھتے دیکھتے ہم سے رخصت ہو گئے۔جب تک ہم زندہ رہیں گے ان کی وفات کا غم ہمیں نہیں بھولے گا۔ ان کی مفارقت کی یاد سے طبیعت میں اداسی اور سینہ میں کرب کے غلبہ سے کچھ خلش اور دل میں غم اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ان کا تمام وجود محبت سے بھر گیا تھا۔مرزا صاحب مرحوم محبانہ جوشوں کے ظاہر کرنے کے لئے بڑے بہادر تھے''۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۹)

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں۔دعا ہے، بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے یہ بیان دے رہے تھے کہ:

''اے میرے آقا!میں اپنے دل میں متضاد خیالات موجزن پاتا ہوں۔ایک طرف تو میں بہت اخلاص سے اس امر کا خواہاں ہوں کہ حضورؑ کی صداقت اور روحانی انوار سے بیرونی دنیا جلد واقف ہو جائے۔اور تمام اقوام وعقائد کے لوگ آئیں اور اس سرچشمہ سے سیراب ہوں جو اللہ تعالیٰ نے یہاں جاری کیا ہے۔لیکن دوسری طرف اس خواہش کے عین ساتھ ہی اس خیال سے میرا دل اندوہگین ہو جاتا ہے کہ جب دوسرے لوگ بھی حضورؑ سے واقف ہو جائیں گے اور بڑی تعداد میں یہاں آنے لگیں گے تو اس وقت مجھے آپؑ کی صحبت اور قرب جس طرح میسر ہے اُس سے لطف اندوز ہونے کی مسرت سے محروم ہو جاؤں گا۔ ایسی صورت میں حضور دوسروں کے گھر جائیں گے۔

حضور والا!مجھے اپنے پیارے آقا کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے گفتگو کرنے کا جو مسرت بخش شرف حاصل ہے اس سے مجھے محرومی ہو جائے گی۔ایسی متضاد خواہشات یکے بعد دیگرے میرے دل میں رونما ہوتی ہیں''۔

تو قاضی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میری یہ باتیں سن کر مسکرا دیے۔

(اصحاب احمد جلد ۶ صفحہ ۱۰)

پھر قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کا ہی ایک نمونہ ہے۔قاضی عبدالرحیم صاحبؓ سناتے تھے کہ ایک دفعہ والد صاحبؓ نے خوشی سے بیان کیا کہ میں وضو کر رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ نے میرے متعلق دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں۔تو حضورؑ نے میرا نام اور پتہ بتاتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ عشق ہے۔چنانچہ قاضی صاحبؓ اس بات پر فخر کیا کرتے تھے اور (تعجب سے) کہا کرتے تھے کہ حضورؑ کو میرے دل کی کیفیت کا کیونکر علم ہو گیا۔یہ اسی عشق کا ہی نتیجہ تھا کہ حضرت قاضی صاحبؓ نے اپنی وفات کے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ میں بڑی مشکل سے تمہیں حضرت مسیح موعودؑ کے در پر لے آیا ہوں۔اب میرے بعد اس دروازہ کو کبھی نہ چھوڑنا۔ چنانچہ آپ کی اولاد نے اس پر کامل طور پر عمل کیا۔(اصحاب احمد جلد ۶ صفحہ ۹۸)

حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب کو کابل میں ۱۹۲۴ء میں شہید کیا گیا۔شہادت سے پہلے انہوں نے قید خانہ سے ایک احمدی دوست کو خط لکھا اور اس میں فرمایا''میں ہر وقت قید خانہ میں خدا سے یہ دعا کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق بندہ کو دین کی خدمت میں کامیاب کر۔میں نہیں چاہتا کہ مجھے قید خانہ سے رہائی بخشے بلکہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ الٰہی اس نالائق کے وجود کا ذرہ ذرہ احمدیت پر قربان کر دے''۔

(تاریخ احمدیت جلد نمبر ۵)

پھر اسی دسویں شرط کے تحت کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک ایسا تعلق ہوگا جس کی نظیر نہ ہو۔یہ واقعہ سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کا ہے کہ ۱۹۰۷ء میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد بیمار ہو گئے اور شدید قسم کا ٹائیفائڈ کا حملہ ہوا۔ان کی بیماری کے ایام میں کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ مبارک احمد کی شادی ہو رہی ہے۔اور معبرین نے لکھا ہے کہ اگر شادی غیر معلوم عورت سے ہو تو اس کی تعبیر موت ہوتی ہے مگر بعض معبرین کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر ایسے خواب کو ظاہری صورت میں پورا کر دیا جائے تو بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔پس جب خواب دیکھنے والے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا یہ خواب سنایا تو آپ نے بھی یہی فرمایا کہ اس کی تعبیر موت ہے مگر اسے ظاہری رنگ میں پورا کر دینے کی صورت میں بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔اس لئے آؤ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔گویا وہ بچہ جسے شادی بیاہ کا کچھ علم نہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کی شادی کا فکر ہوا۔ جس وقت حضور علیہ السلام یہ باتیں کر رہے تھے تو اتفاقاً حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی اہلیہ سیدہ سعیدۃ النساء بیگم صاحبہ جو یہاں بطور مہمان آئی ہوئی تھیں صحن میں نظر آئیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بلایا اور فرمایا ہمارا منشاء ہے کہ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔آپ کی لڑکی مریم ہے۔ آپ اگر پسند کریں تو اس سے مبارک احمد کی شادی کر دی جائے۔انہوں نے کہا حضور مجھے کوئی عذر نہیں

تبلیغ دین ونشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion
Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

لیکن اگر حضور کچھ مہلت دیں تو ڈاکٹر صاحب سے بھی پوچھ لوں۔ان دنوں ڈاکٹر صاحب مرحوم اور ان کے اہل وعیال گول کمرہ میں رہتے تھے۔وہ (اہلیہ حضرت ڈاکٹر صاحب) نیچے گئیں۔ڈاکٹر صاحب شاید وہاں نہ تھے۔کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔انہوں نے کچھ دیر انتظار کیا تو وہ آگئے۔جب وہ آئے تو انہوں نے اس رنگ میں ان سے بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں جب کوئی داخل ہوتا ہے تو بعض دفعہ اس کے ایمان کی آزمائش ہوتی ہے۔اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے تو کیا آپ پکے رہیں گے؟ان کو اس وقت دو خیال تھے کہ شاید ان کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو یہ رشتہ کرنے میں تامّل ہو۔ایک تو یہ کہ اس سے قبل ان کے خاندان کی کوئی لڑکی غیر سید کے ساتھ نہ بیاہی گئی تھی۔اور دوسرے یہ کہ مبارک احمد ایک مہلک بیماری میں مبتلا تھا۔اور ڈاکٹر صاحب مرحوم خود اس کا علاج کرتے تھے۔اور اس وجہ سے وہ خیال کریں گے کہ یہ شادی ننانوے فیصد خطرہ سے پُر ہے۔اور اس سے لڑکی کے ماتھے پر جلد ہی بیوگی کا ٹیکہ لگنے کا خوف ہے۔ان باتوں کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کے گھر والوں کو یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو ڈاکٹر صاحب کمزوری دکھائیں۔اور ان کا ایمان ضائع ہو جائے اس لئے انہوں نے پوچھا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے تو کیا آپ پکے رہیں گے۔ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ مجھے اُمید ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا کرے گا۔اس پر والدہ مریم بیگم مرحومہ نے ان کی بات سنائی اور بتایا کہ اس طرح مَیں اوپر گئی تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مریم کی شادی مبارک احمد سے کردیں۔یہ بات سن کر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اچھی بات ہے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ پسند ہے تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ان کا یہ جواب سن کر مریم بیگم مرحومہ کی والدہ، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے، رو پڑیں۔اور بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔اس پر ڈاکٹر صاحب مرحوم نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا۔کیا تم کو یہ تعلق پسند نہیں؟۔انہوں نے کہا مجھے پسند ہے۔بات یہ ہے کہ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکاح کا ارشاد فرمایا تھا، میرا دل دھڑک رہا تھا اور مَیں ڈرتی تھی کہ کہیں آپ کا ایمان ضائع نہ ہو جائے۔اور اب آپ کا جواب سن کر مَیں خوشی سے اپنے آنسو روک نہیں سکی۔چنانچہ یہ شادی ہوگئی اور کچھ دنوں کے بعد (جیسا کہ بیماری شدید تھی) وہ لڑکی بھی بیوہ ہوگئی۔اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے بھی ڈاکٹر صاحب کے اخلاص کو ضائع نہیں کیا اور حضرت مصلح موعودؓ سے ان کی شادی ہوئی جس کا نام حضرت اُمّ طاہر، مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا تھا۔(روزنامہ الفضل قادیان، یکم اگست ۱۹۴۴ء صفحہ ۱۔۲۔بحوالہ سیرت سید عبدالستار شاہ صاحب صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "انہی دنوں میں جب کہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی۔اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے۔اور میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا۔خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ تک جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبداللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں اور وہ تمام دلائل جو نقل اور عقل اور تائیدات سماوی سے مَیں نے اپنی کتابوں میں لکھے تھے (یعنی اللہ تعالیٰ کی تائید سے مَیں نے اپنی کتابوں میں لکھے تھے) وہ سب دلیلیں ان کی نظر سے گزریں اور چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خداترس اور تقویٰ شعار تھے اس لئے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور ان کو اس دعویٰ کی تصدیق میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔اور ان کے پاک کانشنس نے بلاتوقف مان لیا کہ یہ شخص منجانب اللہ ہے اور یہ دعویٰ صحیح ہے۔تب انہوں نے میری کتابوں کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا اور ان کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی یہاں تک کہ ان کے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہوگیا۔آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہو جائے حج کے لئے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کے لئے درخواست کی۔چونکہ وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے اس لئے نہ صرف ان کو اجازت ہوئی بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا۔سو وہ اجازت حاصل کر کے قادیان میں پہنچے اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مَیں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعوے کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی مَیں نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا"۔

(تذکرۃ الشہادتین۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۹۔۱۰)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خلیفہ اوّلؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

"اس جگہ مَیں اس بات کا اظہار اور اس کا شکر ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلے میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔نہ مَیں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے جو صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔سب سے پہلے مَیں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نور اخلاص کی طرح نورِدین ہے۔مَیں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ ادب کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہوسکتیں۔ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصور سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہے (یعنی جو مال ان کے قبضے میں ہے) ہر وقت اللہ اور رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور مَیں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں اور اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہردم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا ان کو معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی حکیم نورالدین بھیروی معالج ریاست جموں نے محبت اور اخلاص کے مراتب میں کہاں تک ترقی کی ہے اور وہ سطریں یہ ہیں، لکھتے ہیں:

مولانا، مرشدنا، امامنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔عالی جناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔اگر اجازت ہو تو مَیں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمت عالی میں پڑا رہوں۔یا اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دنیا میں پھروں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دوں۔مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔میرا جو کچھ ہے میرا نہیں، آپ کا ہے۔حضرت پیر و مرشد! مَیں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔........ مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔دعا فرمادیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو"۔

مولوی صاحب ممدوح کا صدق اور ہمت اور ان کی غمخواری اور دیانتداری جیسے ان کے قول سے ظاہر ہے اس سے بڑھ کر ان کے حال سے ان کی مخلصانہ خدمتوں سے ظاہر ہو رہا ہے اور وہ محبت اور اخلاص کے جذبہ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کردیں۔ان کی روح محبت کے جوش اور مستی سے ان کی طاقت سے زیادہ قدم بڑھانے کی تعلیم دے رہی ہے۔اور ہر دم ہر آن خدمت میں لگے ہوئے ہیں"۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۵ تا ۳۷)

ایک معترض کے جواب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ:

"آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک حکیم نورالدین صاحب اس جماعت میں عملی رنگ رکھتے ہیں، دوسرے ایسے ہیں اور ایسے ہیں۔مَیں نہیں جانتا کہ آپ اس افتراء کا کیا جواب دیں گے۔مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ اُن کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔مَیں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیرو ان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزار درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص اور صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہے"۔

فرماتے ہیں:"مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ربوہ۔پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

انتخاب سیکرٹری تعلیم القرآن ووقفِ عارضی

جماعت ہائے احمدیہ بھارت میں ہونے والے جماعتی انتخاب کے موقعہ پر ہر جماعت میں ایک سیکرٹری تعلیم القرآن ووقفِ عارضی کا انتخاب بھی ضرور کروایا جائے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

اجتماع مجلس انصار اللہ اڑیسہ

انشاء اللہ تعالیٰ مجلس انصار اللہ اڑیسہ کا اجتماع مورخہ ۲۰/۲۱ مارچ بروز ہفتہ و اتوار بمقام کرنڈاپلی منعقد ہورہا ہے۔ صوبہ اڑیسہ کی جملہ مجالس انصار اللہ کے ممبران سے درخواست ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے نومبائعین بھائیوں کے ساتھ اس میں شرکت کرکے اسے کامیاب بنائیں اور دُعا کریں کہ یہ اجتماع ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بنے۔ آمین (صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ ۲۰۰۴ء

جماعت احمدیہ کیرنگ اپنا ۴۰واں جلسہ سالانہ مورخہ ۶-۷ مارچ ۲۰۰۴ء کو بروز ہفتہ و اتوار منعقد کررہی ہے۔ صوبہ اڑیسہ اور اڑیسہ سے ملحقہ دیگر صوبہ جات کی جماعتوں کے احباب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے نومبائعین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ قارئین کرام سے اس جلسہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز علاقہ بھر کی سعید روحوں کی ہدایت کا موجب ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

طلباء کیلئے وظیفہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو بچے مڈل اور میٹرک کے امتحان میں ۸۰٪ نمبر حاصل کرکے کامیاب ہونگے ان کو بالترتیب -/۲۰۰ روپے اور -/۳۰۰ روپے ماہوار وظیفہ ملے گا۔

جو طلباء وطالبات تعلیمی سال ۲۰۰۳-۲۰۰۴ء میں بورڈ کے سالانہ امتحان میں ۸۰٪ نمبر حاصل کریں وہ نمبروں کا کارڈ مکرم امیر صاحب صوبائی کے توسط سے نظارت تعلیم میں بھجوائیں تا کہ وظیفہ بھجوانے کا انتظام کیا جاسکے۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ منعقدہ مجلس سوال و جواب از صفحہ نمبر 2

کے خلاف دلائل میں ان کو ناکام بنانے میں آگے رہی ہے۔ یونائیٹڈ نیشنز میں بھی جو دفاع چوہدری ظفر اللہ خان نے کیا ویسا دفاع آج تک کبھی کوئی نہیں کرسکا۔ تمام مسلمان ممالک جانتے ہیں اور ممنون احسان تھے۔ لیکن آپ اگر اس کو مذہبی جہاد ان معنوں میں کہتے ہیں جو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تو آپ مجھے بتائیں کہ کیا خدا تعالیٰ بے وفا ہو چکا ہے یا جھوٹ بولنے لگ گیا ہے؟ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ اس نے تو یہ پکا وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں جہاد کی اجازت ہی نہیں دے رہا میں تمہاری فتح پر قادر ہوں اور آپ جو لڑائی کررہے ہیں اس میں یہ وعدہ کہاں گیا۔ کیوں ایک چھوٹی سی اقلیت بار بار آپ کو مارتی ہے۔ ایک بھاری اکثریت کے درمیان اتنا (چھوٹا) سا ناسور ہے لیکن وہ کینسر بن گیا ہے۔ صحت مند جسم جتنا مرضی بڑا ہو کینسر چھوٹا بھی ہو تو غالب آجاتا ہے۔ تو معلوم ہوا آپ کے اندر صحتمند جسم کی مدافعت نہیں رہی۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ نے جو جہاد مقرر کیا ہو، اس کی شرطیں آپ پوری کر رہے ہوں اور اللہ آپ کو چھوڑ جائے۔ ایک طرف ہماشیری کرے ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ﴾ خدا قادر ہے نصرت پر اور جب لڑائی ہو تو دشمن کو فتح دیدے اور مسلمان کو چھوڑ دے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے مذہبی نقطہ نگاہ سے ضرور کوئی نقائص موجود ہیں۔ ان کی آپ اصلاح کریں تو خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے ﴿اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ﴾ اُسی زمین کے متعلق وعدہ ہے کہ میرے صالح بندے لازماً اس کے وارث بنائے جائیں گے۔ اس لئے آپ اپنے اخلاقی نقائص کے دور کرنے کی کوشش کریں، اپنے دین کے نقائص کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ صالح بندے بنیں اور پھر خدا کا وعدہ آپ کے حق میں پورا ہوگا۔ تو عقل اور فہم کی بات کی خواہ مخواہ مخالفت نہیں کرنی چاہئے، دلیل سے بات ہونی چاہئے، قرآن اور سنت سے بات ہونی چاہئے۔ (باقی آئندہ)

❀❀❀ بشکریہ الفضل انٹرنیشنل

یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی مَیں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں‘‘۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۱۶۵)

یہ تو چند نمونے تھے جو مَیں نے پیش کئے، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس پیاری جماعت میں ایسے ہزاروں لاکھوں نمونے بکھرے پڑے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے وقت میں لاکھوں کا ذکر کیا اب تو اور بھی بہت بڑھ چکے ہیں جنہوں نے اپنے اخلاص اور اپنی قربانیوں کے بڑے اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جن کے وفا، اخلاص، تعلق، محبت، اطاعت کے واقعات سامنے نہیں آئے۔ یہ لوگ خاموشی سے آئے اور محبت و تعلق وفا اور اطاعت کی مثالیں رقم کرتے ہوئے خاموشی سے چلے گئے۔ ایسے مخلصین کی اولادوں کو چاہئے کہ اپنے ایسے بزرگوں کے واقعات قلمبند کریں اور جماعت کے پاس محفوظ کروائیں اور اپنے خاندانوں میں بھی ان روایتوں کو جاری کریں اور اپنی نسلوں کو بھی بتاتے رہیں کہ ہمارے بزرگوں نے یہ مثالیں قائم کی ہیں اور ان کو ہم نے جاری رکھنا ہے۔ جہاں ہم ان بزرگوں پر رشک کرتے ہیں کہ کس طرح وہ قربانیاں کرکے امام الزمان کی دعاؤں کے وارث ہوئے وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ آج بھی ان دعاؤں کو سمیٹنے کے مواقع موجود ہیں۔ آئیں اور ان وفاؤں، اخلاص، اطاعت، تعلق اور محبت کی مثالیں قائم کرتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ یاد رکھیں جب تک یہ مثالیں قائم ہوتی رہیں گی زمینی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرہ کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ’’زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے‘‘۔

ان تبدیلیوں کو غیروں نے بھی دیکھا اور ان کا اعتراف کیا اور اتنی واضح اور کھلی تبدیلیاں تھیں کہ وہ مجبور تھے کہ اعتراف کرتے۔ اور یہ مان لیا کہ زمانہ کے امام کو مان کر احمدیوں میں بہت ساری تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں لیکن ان کا رویہ وہی ہے کہ مَیں نہ مانوں کی رٹ لگی رہتی ہے۔ بہر حال اس اعتراف کے چند نمونے مَیں پیش کرتا ہوں۔

علامہ اقبال نے لکھا کہ ’’پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں‘‘۔

(قومی زندگی اور ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۸۳)

علامہ نیاز فتح پوری نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق لکھا:

’’اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاقِ اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کرکے دکھادی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ نبیؐ کا پرتو کہہ سکتے ہیں‘‘۔

(ملاحظات نیاز فتح پوری صفحہ ۲۹)

پھر ایڈیٹر صاحب اخبار سٹیٹسمین دہلی نے لکھا:

’’قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گردوپیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں‘‘۔

(سٹیٹسمین دہلی ۱۲/ فروری ۱۹۳۹ء)

عبدالرحیم اشرف آزاد جماعت احمدیہ کے اندر پیدا ہونے والے انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ہزاروں اشخاص ایسے ہیں جنہوں نے اس نئے مذہب کی خاطر اپنی برادریوں سے علیحدگی اختیار کی۔ دنیاوی نقصانات برداشت کئے اور جان و مال کی قربانیاں پیش کیں.....ہم کھلے دل سے اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانی عوام ایک معقول تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اخلاص کے ساتھ اسے حقیقت سمجھ کر اس کے لئے مال و جان اور دنیاوی وسائل و علائق کی قربانی پیش کرتی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بعض افراد نے کابل میں سزائے موت کو لبیک کہا۔ بیرون ملک دور دراز علاقوں میں غربت و افلاس کی زندگی اختیار کی‘‘۔ (ہفت روزہ المنبر لائلپور ۲/ مارچ ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۰)

اس کے باوجود ان لوگوں کی بدنصیبی ہے کہ ماننے کی توفیق نہیں ملی۔ الحمد للہ کہ ان کے اس اعتراف نے ہمارے ایمانوں کو مضبوط کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان اور یقین میں مزید اضافہ کرتا چلا جائے۔ اور عہد بیعت کی ہر شرط کو خوشی سے اور اپنے اوپر فرض سمجھتے ہوئے پورا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے وارث بنیں۔

❀❀❀ ❀❀❀ ❀❀❀

بقیہ صفحہ (11)

بھدرواہ سے جانے کے غالباً دو یا تین سال بعد ۱۹۴۷ء کا انقلاب آیا ملک تقسیم ہوا۔ ہندو مسلم فساد ہوا دونوں طرف نقصانات ہوئے۔ ہمارے مکان اور سامان بھی جل گئے۔ مگر اس کے بعد بیشمار اللہ تعالیٰ کے فضل و احسانات احباب جماعت پر ہیں ہم انہیں شمار نہیں کرسکتے ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بن کر قربانیوں میں اور آگے بڑھیں۔

شفاعت کے مستحق ٹھہریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

گلدستۂ درویشان کے وہ پھول جو مرجھا گئے

مکرم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری سابق ایڈیٹر بدر کا ذکر خیر

……از حکیم بدرالدین عامل بھٹہ سابق جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان……

اے تصور پھر دکھا دے اب وہ صبح شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو

میں اپنی یاداشتوں کے نہاں خانوں میں جھانکتا ہوں تو آج سے ۶۰ سال قبل کا ایک منظر اُجاگر ہوکر سکرین پر آجاتا ہے۔ ۱۹۴۳ء کی بات ہے۔ جلسہ سالانہ کی آمد آمد ہے۔ ہماری رہائش ان دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کے دیوان خانہ میں تھی (اس مکان میں آجکل مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب مرحوم کی فیملی آباد ہے) رات کو نماز عشا پڑھ کر جب میں گھر پہنچا تو چند منٹ بعد دروازہ پر دستک ہوئی میں نے جا کر دیکھا تو ایک خادم کاپی لئے کھڑا تھا۔ اس نے کاپی مجھے تھماتے ہوئے کہا اس پر اطلاعی دستخط کر دیں۔ میں نے کاپی لیکر پڑھی تو معلوم ہوا کہ جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء میں مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری کو منتظم مکانات مقرر کیا گیا ہے اور مجھے ان کے ساتھ بطور نائب منتظم مقرر کیا گیا ہے اور یہ کہ دو روز بعد جلسہ سالانہ کے انتظامات کے تعلق میں میٹنگ ہوگی میں نے اطلاعی دستخط کر کے کاپی واپس کر دی۔

ان دنوں جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کا ڈھانچہ اس طرح ہوتا تھا۔ بڑی بڑی رہائش گاہوں میں بورڈنگ، مدرسہ احمدیہ اور ہوسٹل کالج اور سکولوں کی عمارات ہوتی تھیں مہمانوں کی خدمت کے لئے الگ الگ مہمان نواز مقرر ہوتے تھے۔ جو مہمان مختلف افراد کے گھروں میں قیام کرتے تھے ان کیلئے کھانا لنگر خانہ سے لانے کیلئے الگ ڈیوٹی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاحب خانہ عموماً کھانا لا دیتے یا مہمان حضرات خود لے آیا کرتے تھے۔ البتہ جس مکان میں وہ قیام کرتے تھے وہاں روشنی اور پانی اور کسیر کا انتظام جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کرتی تھی۔ سب مکانات میں بجلی نہیں ہوتی تھی۔ اسلئے مٹی کے تیل کے دیئے اور تیل فراہم کیا جاتا تھا اور پانی کی فراہمی بھی ہر گھر میں نلکہ نہ ہونے کی وجہ سے ماشکی حضرات سے پانی فراہم کرنا ہوتا تھا۔

ایسی رہائش گاہوں میں استعمال کیلئے مٹی کے تیل کے دیئے۔ سالن کے لئے مٹی کے پیالے اور پانی پینے کیلئے آب خورے۔ اور لنگر سے سالن لانے کیلئے بالٹیاں، پانی رکھنے کیلئے مٹی کے گھڑے اور وضو کرنے کیلئے مٹی کے لوٹے فراہم کئے جاتے تھے۔

مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری سے یہ میرا پہلا تعارف تھا۔ مولوی صاحب غالباً ایک سال قبل مدرسہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہو کر مدرسہ میں ہی استاد کے طور پر ملازم ہوئے تھے ہم دونوں نے مل کر اس سال خوب خدمت کی جس سے افسر صاحب جلسہ سالانہ حضرت میر محمد اسحق صاحب رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے۔

۱۹۴۴ء میں میری شادی ہوئی اور اس کے تھوڑے عرصہ بعد یعنی چند ماہ بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب کی شادی ہوئی۔ ازاں بعد ۱۹۴۴ء کے آخر میں ہم نے محلہ دارالفضل میں مکان کرایہ پر لے لیا تھا اس لئے میری ڈیوٹی لنگر خانہ دارالفضل میں تقسیم سالن پر لگ گئی تھی۔ اس لنگر خانہ کے انچارج اس وقت مکرم و محترم حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔ لنگر خانہ ریلوے روڈ پر اس احاطہ میں تھا۔ جو ابھی اسی سال سردار بڈھا سنگھ کرایہ دار سے خالی ہوکر قبضہ صدر انجمن احمدیہ کو ملا ہے۔

۱۹۴۷ء میں مکرم مولوی صاحب اس غلط فہمی میں کہ اب یہاں سے سب کو ہجرت کر جانا ہے۔ پاکستان چلے گئے تھے وہاں دسمبر میں جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور انور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ تو کارکن ہیں اور ان کارکنان میں سے جنہیں قادیان میں رکھا جانا تھا آپ کو واپس جانا چاہئے۔ دسمبر میں قادیان آنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اسلئے کچھ انتظار کرنا پڑا۔ اور جنوری میں جو چند لوگ درویشوں کے تبادلہ کے طور پر قادیان آئے مولوی صاحب ان میں واپس قادیان آگئے۔

اس جگہ یہ وضاحت کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں یہی خیال تھا کہ ہر دو ماہ پر درویشان کا تبادلہ ہوتا رہے گا۔ مگر جنوری میں کوشش بسیار کے باوجود صرف دس افراد کا تبادلہ ممکن ہو سکا پھر اگلے دو ماہ بعد یعنی مارچ ۱۹۴۸ء میں بھی صرف ۱۱۵ افراد کا تبادلہ ممکن ہو سکا۔ اگلے دو ماہ بعد یعنی مئی ۱۹۴۸ء کو ۳۰ افراد کا تبادلہ ممکن ہو سکا۔ تب حضور انور رضی اللہ عنہ کی طرف سے تبادلہ کا سسٹم بند کر کے قادیان میں موجود افراد کو قادیان میں مستقل رہائش کی تحریک کی گئی جس پر اکثر درویشوں نے لبیک کہا۔ صرف چند وہ لوگ جو اپنی حالت کی وجہ سے سخت مجبور تھے وہ اس تحریک میں شامل نہ ہو سکے۔ انکی جگہ پر ہندوستان کی جماعتوں میں تحریک کی گئی۔ اور ۱۹۵۰ء میں ہندوستان کی جماعتوں سے کئی خاندان ہجرت کر کے قادیان آگئے۔ اور یہ سخت مجبور افراد واپس جا سکے۔

مولوی محمد حفیظ صاحب کو قادیان آنے پر ناظر ضیافت مقرر کیا گیا۔ ۱۹۴۹ء کے جلسہ سالانہ پر حضور انور رضی اللہ عنہ کی طرف سے ارشاد آیا کہ اب دفاتر کو باقاعدہ سیٹ کیا جائے اور ہندوستان کی جماعتوں کو پھر سے منظم اور بیدار کیا جائے اس پر ۱۹۵۰ء میں دفاتر نے باقاعدہ کام شروع کر دیا۔ مدرسہ احمدیہ کا بھی اجراء عمل میں آیا مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی ہیڈ ماسٹر اور مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری بطور استاد مقرر ہوئے۔ پہلے سال صرف چار طالب علم حیدرآباد (آندھرا) کے علاقہ سے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے پھر یہ تعداد بڑھتی چلی گئی اور آج کل خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو سو سے تجاوز کر چلی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ ۱۹۴۹ء میں کچھ عرصہ کیلئے مکرم مولوی صاحب کو معاون ناظر اعلیٰ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔

قادیان سے اخبار بدر جاری ہوا تو اس کے پہلے ایڈیٹر مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی۔ نظارت امور عامہ کی خدمات کے ساتھ ساتھ مقرر ہوئے پہلے پرنٹر پبلشر حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔ کچھ عرصہ بعد مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کی علالت کے باعث ان کو ایڈیٹر کی خدمت سے سبکدوش کر کے پہلے تو مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم.اے. کو ایڈیٹر بدر مقرر کیا گیا پھر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری کو استاد جامعہ کی خدمت کے ساتھ ساتھ ایڈیٹر بدر کی خدمت بھی سپرد ہوئی جسے آپ بڑی عمدگی سے قریباً ۳۰ سال تک بجالاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپکی ایڈیٹوریل نوٹس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

۱۹۵۰ء میں دفاتر کی تنظیم نو ہونے پر قادیان کی لوکل جماعت کو بھی پھر سے منظم کیا گیا۔ شروع درویشی میں چار حلقوں میں درویش مقیم تھے۔ حلقہ مسجد مبارک، حلقہ مسجد اقصیٰ، حلقہ مسجد ناصر آباد، اور حلقہ مسجد فضل ان کے انچارج نگران کہلاتے تھے۔ اور وہ اپنی مدد کیلئے درویشوں میں سے جس کو چاہتے نامزد کر لیا کرتے تھے۔ ۱۹۵۰ء میں حلقہ جات کے نام تو وہی رہے مگر ہر حلقہ میں انتخابات کروا کر۔ صدر حلقہ اور دیگر سکریٹریان مقرر کئے گئے دو سال تک انتظام اسی طرح چلتا رہا۔ اس میں مکرم مولوی برکت علی صاحب جنرل پریزیڈنٹ، مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری پریزیڈنٹ حلقہ مسجد فضل مکرم چوہدری سکندر خان صاحب پریزیڈنٹ حلقہ ناصر آباد مکرم میر رفیع احمد صاحب پریزیڈنٹ حلقہ مسجد اقصیٰ اور خاکسار حکیم بدرالدین عامل پریزیڈنٹ حلقہ مسجد مبارک منتخب ہوئے۔ ایک سال بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ کے مطابق قادیان میں الگ الگ حلقہ جات کا نظام ختم کر کے پوری جماعت احمدیہ قادیان کو ایک حلقہ بنا کر امارت مقامی کے تحت سکریٹریان کا انتخاب کرایا گیا۔ اس انتخاب میں خاکسار حکیم بدرالدین عامل بھٹہ جنرل سیکریٹری مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری سکریٹری تعلیم و تربیت مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب سیکرٹری مال اور مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب سکریٹری امور عامہ منتخب ہوئے۔ اسی طرح مولوی صاحب کو استاد مدرسہ احمدیہ، ایڈیٹر بدر اور سکریٹری تعلیم و تربیت کے عہدوں پر خدمت کی سعادت ملی۔ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری کو امین بھی مقرر کیا گیا۔ ان ذمہ داریوں کے بوجھ کے تحت مکرم مولوی صاحب نے سکریٹری تعلیم و تربیت کی خدمت سے معذرت کر دی۔

درمیان میں مولوی صاحب کو بطور نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ اور آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے عہدوں پر بھی کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی کی ریٹائرمنٹ پر آپکو ایڈیٹر بدر اور امین کی خدمات کے ساتھ ساتھ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ بھی مقرر کیا گیا۔ جس پر اپنی سروس کی مدت کے اختتام تک فائز رہے۔

۱۹۵۹ء کے شروع میں پنجاب میں ایک دم قحط کی صورت پیدا ہوگئی۔ یہ سردار پرتاپ سنگھ کیروں وزیر اعلیٰ پنجاب کا دور تھا انہوں نے ایکدم گورنمنٹ کے گوداموں کے منہ کھول دیئے قادیان میں بھی اس کا اثر ہوا۔ درویشوں کی اقتصادی حالت تو پہلے ہی خراب تھی۔ قادیان گورنمنٹ کی طرف سے تین آٹے کے ڈپو کھولے گئے۔ مگر یہ ناکافی تھے۔ اور درویش لائینوں میں کھڑے کھڑے آخر ڈپو بند ہو جانے پر خالی ہاتھوں واپس آتے۔ اس صورت حال سے متاثر ہوکر صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بذریعہ نظارت امور عامہ کوشش کی گئی کہ ایک ڈپو کسی احمدی کے نام ہو جس کو جماعت نامزد کرے اس پر صدر انجمن احمدیہ نے ایک سب کمیٹی تجویز فرمائی جس میں مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی مرحوم مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری مرحوم اور خاکسار تھے۔ طے یہ ہوا کہ ڈپو حکیم بدرالدین صاحب عامل بھٹہ کے نام پر حاصل کیا جائے آٹے کی خرید کیلئے صدر انجمن احمدیہ نے ایک امانت راشن ڈپو کے نام کھول کر اس میں ۵۰ ہزار روپیہ جمع کرایا اس امانت سے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے چیک کے ذریعہ رقم نکلوائی جا سکتی تھی۔ جس روز آٹا لانا ہوتا صاحبزادہ صاحب میرے نام چیک دے دیتے۔ پھر ہم دو افراد آٹا لانے جاتے کبھی میرے ہمراہ مولوی صاحب اور کبھی مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ہوتے۔ آٹا آ جانے کے بعد مکرم چوہدری فیض احمد صاحب خریدار کو پرچی اشو کرتے پرچی پر خریدار کا نام گھر کے افراد کی تعداد اور آٹے کی مقدار لکھ دیتے پرچی میرے پاس آتی تو میں اتنے آٹے کی قیمت وصول کر کے اس پر دستخط کر دیتا پھر وہ پرچی مولوی صاحب کے پاس جاتی مولوی

صاحب پرچی رکھکر اُتنا آٹا تلوا دیتے۔ شام کو حساب بند ہوتا تو مولوی صاحب پرچیوں کے برابر رقم مجھ سے گن کر لے لیتے اور اگلے روز محاسب میں جمع کرا دیتے۔ مکرم محمد شفیع صاحب دوکاندار مرحوم آٹا تولنے کی خدمت کرتے تھے۔ جنوری ۱۹۵۹ء سے مئی ۱۹۵۹ء تک آٹھ لاکھ چھپن ہزار روپے کا آٹا لاکر تقسیم کیا گیا۔

۱۹۶۰ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ نے مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب کو بھی نائب افسر جلسہ سالانہ مقرر کر دیا۔ خاکسار اور مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب پہلے ہی نائب افسر جلسہ کے طور پر مقرر تھے۔ اس عہدہ پر بھی مولوی صاحب کو قریباً ۲۰ سال خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔

قادیان میں اقتصادی لحاظ سے درویشوں کی حالت کا اندازہ کر کے مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب مرحوم نے چار ماہ کی گندم قادیان میں موجود درویشان و کارکنان صدر انجمن احمدیہ کو اپنی طرف سے بطور تحفہ دینے کی پیشکش کی تھی جو حضور انور رضی اللہ عنہ نے منظور فرمالی اور ۱۹۶۲ء سے یہ تحفہ ملنا شروع ہوا۔ گندم کی خرید اور پھر ہر ایک کے گھر تک پہنچانا ہوتی تھی۔ اس انتظام کیلئے بھی امارت مقامی کی طرف سے ایک سب کمیٹی تجویز کی گئی تھی اس کے ممبران بھی مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب اور خاکسار حکیم بدرالدین عامل بھٹہ تھے۔ قادیان کی منڈی ایک چھوٹی منڈی تھی یہاں سے ایک دم ہزار بارہ سو بوری گندم مل سکنا ممکن نہ ہوسکا بٹالہ سے بھی پتہ کیا گیا وہاں سے بھی حسب پسند عمدہ گندم نہ مل سکی اس لئے جگراؤں ضلع لدھیانہ سے گندم خرید کر لائی گئی چار ٹرک گندم خرید کر لائی گئی تھی ہم گندم کمیٹی کے ممبر ہر ٹرک میں ایک ایک ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ کر آئے تھے رات ۱۰ بجے جگراؤں سے روانہ ہوکر فجر کی نماز کے وقت قادیان پہنچے تھے اس سے اگلے سال بٹالہ منڈی سے سیزن پر گندم خرید لی گئی تھی۔ جلسہ سالانہ کیلئے اور لنگر خانہ کے معمول کے دنوں کیلئے بھی گندم یہی سب کمیٹی خرید کرتی رہی۔ قریباً ۲۰ سال تک اس سب کمیٹی کو اس خدمت کی سعادت نصیب ہوئی تحفہ کی گندم کی خرید کا جملہ حساب مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب رکھتے تھے۔ جلسہ سالانہ اور لنگر خانہ کیلئے خریدی ہوئی گندم کا حساب افسر لنگر خانہ مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب رکھتے تھے۔

مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب مرحوم کے دل کو اللہ تعالیٰ نے درویشوں کی خدمت کے لئے کھول دیا تھا۔ وہ کوئی بھی تحفہ دیکر نہایت خوشی محسوس کرتے تھے بعض اوقات عید پر تمام ساکنین قادیان کو باٹا کمپنی کے نئے جوتے پہنانے کا خیال آجاتا بعض دفعہ سکول کے تمام بچوں اور بچیوں کی یونیفارم فراہم کرنے کا خیال آتا تو اسکی بھی تکمیل اسی سب کمیٹی کے ذریعہ ہوتی رہی ایک مرتبہ تمام درویشوں کو رضائیاں فراہم کرنے کی ضرورت تھی چھ سات سو رضائیاں اور گدے تیار کرنے کیلئے بہت روئی درکار تھی جو قادیان سے نہ مل سکی۔ اسکی خرید کیلئے خاکسار اور محترم مولوی صاحب جگراؤں اور موگا گئے۔ جگراؤں سے یہ مسئلہ حل نہ ہوسکا اس لئے ہم موگا گئے۔ موگا ہم دن کے آخری حصہ میں پہنچے تھے۔ ایک دو فرموں سے بات چیت ہوئی مگر سودا طے نہ ہوسکا ایک فرم جنکے پاس اچھا سٹاک تھا وہ تو سیدھے منہ بات بھی نہیں کر رہے تھے۔ ہم اٹھ کر آنے لگے تو منیجر نے کہا آپکے لئے چائے آگئی ہے پی کر جائیں ہم یہ کہہ کر چل پڑے کہ جب اصل مقصد پر آپ بات ہی نہیں کر رہے تو صرف چائے پینا تو ہمارے سفر کی غرض نہیں ہے۔ اور ہم چلے آئے کہ کل صبح پھر ٹرائی کریں گے۔ اب سوال یہ سامنے تھا کہ رات کہاں گزاری جائے یہ سوچتے ہوئے بازار میں سے چلتے جا رہے تھے کہ کوئی مناسب ہوٹل مل جائے تو وہاں قیام کیا جائے اچھی خاصی رقم بھی ہمارے پاس تھی۔ اس لئے فکر بھی زیادہ تھی کہ کوئی محفوظ جگہ ملے۔ ہم جا رہے تھے کہ ایک لڑکا پیچھے سے بھاگتا ہوا آیا اور ہمیں کہنے لگا کہ میرے پھاپھا جی آپکو بلا رہے ہیں۔ اس سے قبل ہم کبھی موگا گئے ہی نہیں تھے تعجب ہوا کہ ہمیں یہاں کون بلا سکتا ہے۔ تاہم واپس آئے وہ لڑکا ہمیں ایک کپڑے کی دوکان پر لے گیا وہاں جا کر ہم نے دیکھا کہ ایک دوست سردار نرمل سنگھ بھاٹیہ صاحب بیٹھے ہیں۔ ان سے سلام دعا ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ میں نے قادیان سے اپنا کاروبار موگا میں منتقل کرلیا ہوا ہے۔ آپ کو جاتے دیکھ کر میں نے لڑکے کو پیچھے دوڑایا کہ ہمارے احمدی بھائی جا رہے ہیں۔ رات ہوچکی ہے انہیں بلا لاؤ سو اچھا ہوا کہ آپ آگئے آج رات آپ اپنی مہمان داری کی اجازت دیں۔ ادھر وہ یہ فقرے ادا کر رہے تھے۔ ادھر ہم خدا تعالیٰ کا دل ہی دل میں شکر ادا کر رہے تھے کہ وہ کیسا مُسبّب الاسباب ہے کہ دلوں کی بات سن کر اپنی صفت رحمانیت کے تحت سامان فراہم کر دیتا ہے۔

رات کو سردار نرمل سنگھ صاحب بھاٹیہ کے پوچھنے پر ہم نے موگا آنے کی غرض و غائیت بیان کی۔ سردار نرمل سنگھ صاحب نے بتایا کہ یہ فرم بڑی مال دار ہے اسلئے ان کا مزاج ہی خراب ہوگیا ہے۔ دوسرے دن صبح ہم مع سردار نرمل سنگھ صاحب جا رہے تھے۔ جب اس فرم کے دفتر کے سامنے سے گزرے تو انکا آدمی باہر کھڑا تھا۔ اس نے ہمیں نہایت محبت سے روکا اور دفتر میں آنے کیلئے کہا ہم اندر گئے تو سارے عملہ کا مزاج ہی بدلا ہوا تھا۔ ہم حیران ہو رہے تھے کہ آخر کیا معاملہ ہے۔ ان میں سے ایک نے جو عمر میں بڑا تھا بتایا کہ کل شام جب آپ گئے تو آپکے جاتے ہی وہ چائے منیجر صاحب پر گر گئی اور چائے چونکہ سخت گرم تھی وہ زخمی ہوگئے اور ہم نے خیال کیا کہ یہ لوگ جو گئے ہیں یہ تو کوئی بزرگ شخصیتیں تھیں ہم نے ان سے اچھا سلوک نہیں کیا جس کی وجہ سے یہ سزا ملی ہے ہم اسی وقت سے اس انتظار میں تھے کہ آپ ہمیں مل جائیں تو ہم اپنے قصور کا ازالہ کریں ان لوگوں نے ہمیں حسب پسند روئی نہایت واجبی داموں پر فراہم کی۔ دوپہر کا کھانا پیش کیا اور روئی دو ٹرکوں پر لوڈ کروا کر بڑی عزت سے روانہ کیا۔ سردار نرمل سنگھ صاحب بھی اس واقعہ سے بہت متاثر ہوئے۔

مولوی صاحب کو کمر میں درد کا عارضہ خاصی دیر سے تھا مگر آپ اسکو برداشت کرتے ہوئے کام کرتے چلے جا رہے تھے۔ جن دنوں آپکے بیٹے ڈاکٹر عبدالرشید صاحب بدر لدھیانہ میڈیکل کالج میں زیر تعلیم تھے۔ آپکو تکلیف بڑھ گئی۔ ڈاکٹر عبد الرشید صاحب بدر نے تجویز کیا کہ آپ لدھیانہ میں چیک کرائیں۔ لدھیانہ میں چیک کرانے پر آپکی ریڑھ کی ہڈی میں نقص معلوم ہوا اور ڈاکٹروں نے اپریشن کا مشورہ دیا۔ اپریشن تو مرتسر میں بھی ہوسکتا تھا۔ مگر اس خیال سے کہ ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کے لدھیانہ ہونے کی وجہ سے وہاں سہولت رہے گی۔ یہ پروگرام بنا کہ لدھیانہ میں ہی اپریشن کرایا جائے وہاں ہی اپریشن کرایا گیا جو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا اور آپ بخیریت گھر واپس آگئے۔

میں یہ بات کہنا بھول گیا کہ اپریشن سے کئی ماہ قبل ہی مولوی صاحب یہ کہنے لگ گئے ہوئے تھے کہ ۱۹۸۰ء میں میرا ریٹائرمنٹ ڈیو ہے۔ بس میرا یہ خیال ہے کہ ۱۹۸۲ء کے بعد میں سرگرمی سے کام کرنے کے قابل نہیں رہونگا۔ میں مولوی صاحب کے اس خیال سے متفق نہ تھا میں کہتا مولوی صاحب آپ کیوں ایسا خیال کرتے ہیں۔ پنجابی میں مثل مشہور ہے کہ چھوٹی مٹی کا آدمی بڑی دیر تک صحت مند رہتا ہے۔ مگر مولوی صاحب اس سے انکار کرتے آخر مولوی صاحب واقعی ۱۹۸۰ء سے قبل ہی اپریشن کرا لینے کی وجہ سے کاموں میں سرگرمی سے حصہ لینے کے قابل نہ رہے۔ آپکی علالت کے باعث مدرسہ احمدیہ کی ہیڈ ماسٹری کی پوسٹ پر بھی دوسرا تقرر عمل میں آگیا اور اخبار بدر کی ایڈیٹر کی پوسٹ سے محترم مولوی صاحب کو سبکدوش کر دیا گیا۔

اپریشن کے بعد علاج جاری رہا مگر مولوی صاحب کی صحت آہستہ آہستہ کمزور ہی ہوتی چلی گئی مولوی صاحب کو ہائی بلڈ پریشر کا عارضہ بھی لاحق تھا علاج ہوتا رہا کمزوری بڑھتی گئی اور تقدیر الٰہی کے پورا ہونے کا وقت آن پہنچا اور مورخہ 5/11/87 کو آپ ایک ہی جست میں لامتناہی فاصلہ طے کرکے اپنے پیارے محبوب خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپکی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور اعلیٰ علیین میں بلند درجہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے آپکو اولاد بھی اچھی دی آپ کی یادگار پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ ان میں سے دو قادیان میں مکرم ڈاکٹر عبد الرشید صاحب بدر و عزیزہ بشریٰ اہلیہ مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب ناظر امور عامہ ہیں۔ باقی بچے بیرون ہند اپنے گھر میں خوشحال ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مستقبل روشن اور تابناک بنائے آمین۔

آیا بدر جو ہاتھ میں!

آیا بدر جو ہاتھ میں
ہزاروں مسرت ساتھ میں
خطبات حضور سمیٹے ہوئے
بصد احترام جذبات میں
علم و عرفاں کے موتی بکھیرے
پہنچا شہر و دیہات میں
قافلہ مضامیں ساتھ لئے
نکلا ہے دولہا بارات میں
دیکھو بدر کی ضیا پاشیاں
تاریکی و ظلمات میں
وصف بدر کا کیا کہنا
یگانہ ہے اپنی ذات میں

(شیخ ہارون رشید کنگی مبلغ بھاگلپور بہار)

بھدرواہ میں احمدیت کا آغاز

از قلم عبدالرحمن خان

خاکسار عبدالرحمٰن خان سے مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب (مرکزی نمائندہ قادیان) نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ قبول احمدیت کے واقعات و حالات قلم بند کروں۔ خاکسار عبدالرحمٰن خان ولد مکرم حبیب خان صاحب، مرحوم ساکن بھدرواہ کشمیر کی اس وقت عمر ۸۸ سال ہو چکی ہے۔ خاکسار کے والد صاحب افغانستان درّہ خیبر کے رہنے والے پٹھانوں میں سے تھے۔ تقدیر الٰہی سے ریاست جموں وکشمیر آ گئے۔ اُن دنوں یہاں ہندو راجپوتوں کا راج تھا۔ ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت تھی۔ راجے اور نواب اُن کے ماتحت ہوا کرتے تھے۔ والد صاحب کچھ عرصہ جموں وکشمیر میں مقیم ہو کر پھر قصبہ بھدرواہ میں تشریف لائے۔ جہاں اُن کا نکاح میری کشمیری والدہ سے ہوا۔ والد صاحب کے مہاراج گلاب جموں وکشمیر کے رشتہ داروں سے تعلقات تھے جس کی بنا پر وہ محکمہ کسٹم میں بحیثیت کسٹم گارڈ مقرر ہوئے تھے۔ اُن دنوں ریاست جموں وکشمیر میں مسلمانوں کی حالت نہایت ہی کمزور بے کسی اور بے بسی کی تھی ان سے اچھوتوں کا سا سلوک ہوتا تھا۔ اعلیٰ ملازمت بہت ہی کم مسلمانوں کو ملتی تھی۔ ان حالات میں خاکسار نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ جب خاکسار کی عمر ۱۵ سال کی ہوئی تو مسلم کانفرنس تحریک میں شامل ہوا اور تحریک آزادی میں شامل ہوا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد میں نے سیاست کو کلی طور پر چھوڑ دیا۔

غالباً ۱۹۳۶ء یا ۱۹۳۷ء کی بات ہے یہاں بھدرواہ میں لوگوں کو یہ کہتے سُنا کہ یہاں ایک قادیانی مولوی آیا ہے۔ یہ قادیانی لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو امام مہدی اور خدا کا نبی مانتے ہیں۔ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ وغیرہ۔

بھدرواہ میں پہلے ہی مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے عقیدت مند اور پیروکار دو گھرانے تھے۔ یہاں کے غیر احمدی انہیں وہابی فرقہ کے لوگ کہا کرتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد کہہ کر بھی پکارتے ہیں۔ حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ دونوں گھر منافق ہیں۔ اکثر لوگ ان سے نفرت کرتے تھے کچھ تھوڑے لوگوں کے ساتھ اور رشتہ داروں کے ساتھ ان کی سلام کلام بھی ہوا کرتی تھی مگر ان کے فرقہ میں کوئی بھی شامل نہ ہو سکا۔ ابھی تک بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ ایک گھر کے افراد غیر احمدیوں میں شامل ہو چکے ہیں۔ اسی دوران ایک دن حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے بھدرواہ میں گھوم رہے تھے کہ ایک شریف النفس درزی مکرم خواجہ احمد جو آخون کی نظر مولوی صاحب پر پڑی تو اُس نے السلام علیکم کے بعد کہا کہ مولوی صاحب آپ کہاں سے آئے ہیں۔ کیا کہیں کھانا پینا بھی ہوا ہے یا نہیں۔ مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ میں ملک پنجاب قادیان سے آیا ہوں۔ حضرت حسن حسین نے کب کربلا میں کھانا کھایا تھا۔ احمد جو آخون نے کہا کہ یہاں بھی یزیدی لوگ بستے ہیں چلئے میرے ساتھ گھر پر مولوی صاحب اُن کے ہمراہ چلے گئے۔ گھر میں جو پکا تھا مولوی صاحب کو کھلایا۔ اور مولوی صاحب کا قیام بھی آخون صاحب کے گھر میں رہا۔ بازار میں کھلبلی مچ گئی کہ مرزائیت کا خطرہ پیدا ہوا ہے۔ اور غیر احمدی بار بار کہتے کہ یہ لوگ واجب القتل ہیں۔ اُن دنوں میری بیٹھک ایک غیر احمدی درزی عبدالعزیز صاحب کی دوکان پر ہوا کرتی تھی میں وہاں بیٹھا ہوا تھا عبدالعزیز صاحب نے ذکر کیا کہ یہاں ایک قادیانی مولوی آیا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا پیغام مسلمانوں تک پہنچا رہا ہے۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی نبوت کو پیش کرتے ہیں۔ ان کو مولویوں نے دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل قرار دیا ہے۔ غالباً انہوں نے یہ ذکر دیگر لوگوں سے بھی کیا۔ جب مولوی صاحب گھر میں ڈیرا پر تھے تو کسی نیک نیت شریف النفس غیر احمدی نے اُن کو کہا کہ مولوی صاحب یہاں ایک پٹھان لڑکا مسمی عبدالرحمٰن بہت ہی جذباتی ہے۔ اُس سے ہوشیار رہا کریں کہیں وہ آپ کو جانی نقصان نہ پہنچائے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے میرا تعاقب شروع کیا۔ ایک روز میں کھیت کی طرف جا رہا تھا پیچھے سے آواز آئی خان صاحب السلام علیکم یہ مولوی محمد حسین صاحب تھے۔ میں نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ کو میرے خان ہونے بارے کس نے بتایا۔ چلتے چلتے باتیں ہوتی رہیں۔ مولوی صاحب کہنے لگے آپ کو میرے ساتھ کیا ناراضگی ہے کچھ باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے کہا آپ کا ڈیرہ کہاں ہے میں وہیں آ کر تفصیلی بات چیت کروں گا۔ چنانچہ میں شام کو مولوی صاحب کے ڈیرے پر احمد جو آخون کے ہاں گیا اور اُن سے درباره نبوت مہدی آخر الزماں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد بارہ تفصیل سے باتیں کرتا رہا جب میری تسلی ہوئی کہ واقعی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا دعویٰ درست ہے۔ تو میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ بیعت فارم نکالیں تا کہ میں بیعت کروں۔ مولوی صاحب نے بیعت فارم نکالا اور میں نے فارم پر دستخط کئے ازاں بعد مولوی صاحب نے لمبی دُعا بھی کی۔

میرا بیعت کرنے کے یکدم جماعت میں شامل ہونا دراصل حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ جو سیالکوٹ سے جموں اور پھر بنوت اور وہاں سے پیدل سفر کر کے انتہائی صعوبتیں اُٹھا کر بھدرواہ تشریف فرما ہوئے تھے ان ہی کی دُعاؤں کا نتیجہ تھا۔ جب میرے والد صاحب مرحوم کو یہ معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن قادیانی ہو چکا ہے وہ خاموش ہی رہے۔ غیر احمدیوں نے اُنہیں یہ کہنا شروع کیا کہ افسوس کی بات ہے آپ غیور پٹھان ہیں۔ آپ کے بیٹے نے قادیانی فرقہ کے مدعی نبوت کو قبول کر کے ہمارے نزدیک کفر کیا ہے۔ ان لوگوں کے خلاف ہمارے مولویوں کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ یہ لوگ واجب القتل ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے بیٹے کو سمجھانے کی کوشش کریں تا کہ یہ اس حرکت سے باز رہ کر اسلام میں داخل ہو۔ مگر والد صاحب نے مجھے کچھ نہیں کہا البتہ غیر احمدیوں کو کہتے رہے کہ میرا بیٹا ایک شریف اور باغیرت انسان ہے۔ میرا فرمانبردار بھی ہے لیکن اس بارہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ دراصل افغانستان میں جو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ کو وہاں کے بادشاہ امیر حبیب اللہ نے ملاؤں کے فتویٰ کفر اور واجب القتل ٹھہرانے پر شہید کروایا تھا یہ واقعات غالباً والد صاحب کے علم میں تھے اسی لئے وہ میری نسبت لوگوں کی باتوں کو نظر انداز کرتے۔

میری بیعت کے بعد میرے عزیزوں اور نوجوان دوستوں نے بھی یکے بعد دیگرے بیعتیں کرنی شروع کیں۔ ابتدائی بیعت کرنے والوں میں مکرمی عبدالرحمٰن صاحب ملک مرحوم، مکرمی میر جمال الدین صاحب مرحوم، مکرم محمد عبداللہ صاحب منڈاشی، مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی مرحوم، مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب ہیں۔ اس کے بعد مولوی صاحب کا ڈیرہ احمد جو آخون کے گھر سے منتقل کر کے اپنی ہمسائیگی میں اپنے ہی رشتہ داروں کے ایک گھر میں لایا گیا۔ جہاں باجماعت نماز ادا کی جاتی رہی۔ جماعت کا قیام ہوا میرا نام بطور صدر جماعت تجویز ہوا۔ اس کے بعد مولوی صاحب اپنے عیال کو لانے کی غرض سے براستہ جموں اور سیالکوٹ قادیان تشریف لے گئے۔ وہاں سے اپنی دو بیویوں کے ہمراہ براستہ پٹھانکوٹ دریائے راوی کو کشتی کے ذریعہ عبور کر کے بسولی کے راستہ سے کئی روز کا پیدل سفر کر کے کیلاش پربت جو بارہ ماہ برف سے ڈھکا رہتا ہے اس پہاڑ پر ہندوؤں کی یاترا بھی جاتی ہے جہاں کسی زمانہ میں واس دیو جی نے تپسیا اختیار کی تھی اس اونچے پربت کو عبور کر کے بھدرواہ پہنچے۔ بھدرواہ پہنچ کر جماعت کی تربیت شروع کر دی۔ دیگر لوگ بھی تحقیق کیلئے آپ کے پاس آتے چنانچہ بھدرواہ میں ایک فعال جماعت قائم ہوئی۔

ازاں بعد یہاں کے مسلمانوں اور ہندوؤں نے پنڈت ست دیو صاحب آریہ پرچارک، مولوی لعل حسین اختر کو منگوایا تا کہ قادیانی مولوی صاحب کے ساتھ مناظرہ کر کے اُسے شکست دی جائے۔ مگر خدا کا کرنا مناظرے ہوئے آریوں اور مسلمانوں کے مولویوں کی شکست پر شکست ہوئی اس طرح وہ شکست خوردہ ہو کر بھدرواہ سے بھاگ گئے۔

حضرت مولوی صاحب کا سلسلہ تبلیغ جاری رہا۔ مخالفت نے بھی شدت پکڑی۔ ایک دفعہ محترم مولوی صاحب، چوہدری عبدالرزاق صاحب گنائی کی دوکان پر بیٹھے تھے۔ باتیں ہو رہی تھیں چوہدری صاحب نے مولوی صاحب کو کہا کہ اب قادیان میں کیا رہا ہے۔ مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خلافت اور فعال جماعت موجود ہے۔ اور سلسلہ تبلیغ بھی دنیا کے بہت سے ممالک میں جاری ہے۔ لاہور میں کیا ہے۔ سینما ہال اور اردو بازار کے سوا کچھ نہیں۔ تقسیم ملک کے بعد تو پاکستان میں مولویوں کی حکومت رہی ہے جس کی وجہ سے احمدیوں پر ناحق مظالم توڑے جاتے رہے ہیں۔ بھٹو اور ضیاء الحق کے دور میں احمدی مخالف قوانین بنا کر احمدیوں پر جھوٹے مقدمے بنا کر اُنہیں قید و بند کیا گیا اس وقت بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے مظلوم بھائیوں کی مدد فرمائے۔ ظالم اور استبدادی طاقتوں کا خاتمہ فرمائے۔ آمین

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بھدرواہ میں جب آریہ پرچارک پنڈت ست دیو صاحب کا دورہ ہوا تھا اُنہی دنوں میں یہاں آریہ سماج والوں نے موضع کوٹلی جو بھدرواہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے ایک سماج مندر کی تعمیر کی۔ اُس مندر میں ان دنوں خصوصاً آریہ پرچارک ست دیو صاحب کی تقاریر ہوتیں اور وہ اپنی تقریروں میں اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر گندے اور اوچھے اعتراضات کرتے تھے۔ اور آریہ سماج کو منظم کرنے کی مساعی کرتے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ ہی عرصہ بعد مندر کی عمارت پر تالے لگائے

گئے۔ وہ عمارت ویران پڑی رہی ایک لمبے عرصہ سے مندر کے ویران پڑے رہنے کی وجہ سے اُس کی لکڑیاں سڑ گل گئی ہیں۔ مندر کے برلب سڑک ہونے کی وجہ سے ہر بس میں آنے جانے والے اُسکو دیکھتے ہیں لیکن ایک لمبے عرصہ سے کسی بھی آریہ سماجی کو مندر میں جانے کی توفیق نہیں ملی اس طرح یہ مندر ویران ہوا۔ جس میں اسلام اور بانی اسلام پر گند اُچھالا گیا۔ فَاعْتَبِرُوا يَا اُولِي الْاَبْصَار۔

اُس زمانے میں جو بھدرواہ میں احمدیت کا ابتدائی دور تھا اس علاقے میں کوئی مودودی، تبلیغی، دیوبندی فرقوں کے لوگ نہیں تھے۔ اب آج کل ان فرقوں کے مولویوں نے آکر احمدیوں کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کر کے منافرت پھیلائی ہے۔ ویسے تو یہ مولوی لوگ تمام ہندوستان بلکہ مسلم ممالک میں بھی فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہے ہیں اور اسے خدمت اسلام کہتے ہیں۔ مولانا مودودی صاحب کی تحریروں میں تو یہ درج ملتا ہے کہ اسلام کو غالب کرنے کیلئے قرآن کے ساتھ ہاتھ میں تلوار ہونا ضروری ہے۔ جبکہ یہ بات قرآنی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔

۲۰۰۱ء میں ہماری خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے مخلص اور شریف النفس نوجوانوں نے علاقہ کشتواڑ، ٹھاٹھری، پل ڈوڈہ اور بھدرواہ میں بھی پرامن طریق پر تبلیغی اشتہارات لگائے جن میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں تھی۔ اور لوگوں سے زبانی گفتگو بھی کی۔ اور بتایا گیا کہ قرآنی فرمان لکل قوم هاد کہ ہر قوم میں ہادی، (نبی، رسول، اوتار) ہدایت کیلئے آتے رہے ہیں۔ اس زمانے میں بھی جس میں دین اسلام بھی نام کا رہ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو امام مہدی مسیح موعود اور تمام نبیوں کے بروز کے طور پر مبعوث کیا ہے۔ جماعت احمدیہ اُن پر ایمان رکھتی ہے۔ جماعت روز بروز دنیا بھر میں ترقی کر رہی ہے۔ جماعت کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ ہر جگہ تبلیغ جاری ہے جماعت کروڑوں کی تعداد تک پہنچ چکی ہے۔ ہمارے خدام نے بھی باتیں زبانی تبلیغ اور اشتہارات کے ذریعہ کیں لیکن ہمارے دیگر مسلمان بھائیوں کو یہ برداشت نہ ہوا اُنہوں نے احتجاج کیا مسجدوں میں جماعت کے خلاف اشتعال انگیز اعلانات کئے گئے جلسے جلوس نکالے گئے۔ جن میں خلاف تہذیب واخلاق نعرہ بازی کی گئی۔ احمدیوں کو اقتصادی طور پر نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی لیکن اللہ تبارک تعالیٰ نے احمدیوں کی حفاظت کے سامان فرمائے۔ مسلمانوں نے چند ہندوؤں کو بھی ساتھ ملا کر پولیس کے ذریعہ ایک سازش کے تحت ہمارے نوجوانوں پر سخت سے سخت مجرمانہ کیس بنانے کی کارروائی کی لیکن اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں وہ اس میں بھی ناکام ہوئے ہمارے نوجوانوں کو ہفتہ دس روز تک قید و بند کی صعوبت اُٹھانی پڑی۔ ایک موقعہ پر جیل میں مسلمان مجرم قیدیوں نے ہمارے نوجوانوں کو ایک سازش کے تحت جانی نقصان پہنچانے کی کوشش کی اُنہیں زدوکوب کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس موقعہ پر بھی اُن کی سازش کو ناکام کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ احمدیوں کا حافظ وناصر وہی ہے۔ چنانچہ CRPF کے جوانوں نے موقعہ پر وہاں پہنچ کر نہ صرف ہمارے نوجوانوں کی حفاظت کی بلکہ اُن مجرموں کو عبرت ناک سزائیں دیں۔

ہفتہ دس روز بعد ہمارے نوجوان ضمانت پر رہا ہوئے بعدہٗ کیس سیشن کورٹ میں چلا۔ اس تعلق میں مرکز قادیان سے بھی رابطہ کیا گیا اللہ کے فضل سے مرکز نے ہر طرح سے تعاون دیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دُعا کیلئے لکھا جاتا رہا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر ہمارے جموں ریجن کے مرکزی نگران دعوت الی اللہ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب بھی کورٹ میں پیش ہوئے محترم سیشن جج صاحب نے اُنہیں وضاحت کی اجازت دی۔ موصوف نے وضاحت میں جماعت کا موقف اور اسلام کی پُرامن تعلیم کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ اسی تعلیم پر چلتی ہے اور اسی کا پرچار کرتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی وضاحت کی کہ جماعت کے خلاف جو یہ مسلمان بھائیوں کی طرف سے کیس کیا گیا ہے یہ کوئی پہلا موقعہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی عدالتوں میں ایسے مقدمات کئے جا چکے ہیں اور اللہ کے فضل سے جماعت کے پُرامن موقف کی وجہ سے ہر عدالت نے جماعت کے حق میں فیصلہ دیا ہے۔ اس پر سیشن جج صاحب موصوف نے ان عدالتوں کے فیصلہ جات کی کاپیاں اور جماعت کے موقف اور تعلیمات پر مشتمل لٹریچر طلب کیا۔ چنانچہ مطلوبہ تمام ریکارڈ اُنہیں محترم مولوی عنایت اللہ صاحب نے پہنچایا۔ اس تمام ریکارڈ کے مطالعہ کے بعد سیشن صاحب نے جو فیصلہ دیا اس فیصلہ میں یہ لکھا ہے کہ احمدی نوجوانوں کے خلاف جو جرم لگائے گئے ہیں وہ ثابت نہیں ہو سکے نیز یہ کہ کیس میں جو یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ احمدیت کوئی نیا مذہب ہے یہ بھی غلط ہے۔ احمدیت اسلام کا ہی ایک فرقہ ہے۔ اس طرح مخالفین احمدیت چاہے وہ مسلمان ہیں یا ہندو اُن کی اس مقدمہ میں شکست ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ ایک نشان ہمیں دکھایا۔ میں سمجھتا ہوں اس مقدمہ میں ہندو لیڈروں جن کی تعداد چند ایک ہے کا شامل ہونا محض مسلمانوں کی غالب اکثریت کی وجہ سے اور اُنہیں خوش کرنے کیلئے تھا۔ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ سیشن جج صاحب جو خود بھی ہندومت کے ماننے والے ہیں اُنہوں نے ہندو مہاسبھا کے صدر صاحب جو اس سازش میں مسلمانوں کا ساتھ دے رہے تھے کو ایک موقعہ پر کارروائی کے دوران کہا کہ احمدیوں کے اشتہار میں آپ کو کون سی بات قابل اعتراض لگتی ہے ساتھ ہی کہا کہ مجھے تو اس میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں لگتی نہ ہی اس اشتہار کی تحریر کی وجہ سے میرے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اس پر ہندو مہاسبھا کے صدر صاحب کو کہنا پڑا کہ اشتہار میں کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔ چنانچہ جج صاحب موصوف نے اُنہیں طنز کرتے ہوئے کہا کہ تب تو آپ کو چاہئے کہ آپ جامع مسجد میں جا کر مسلمانوں کے پیچھے نماز ادا کریں۔ غرضیکہ سیشن جج صاحب بار بار تاریخیں ڈال کر پولیس سے ثبوت مہیا کرنے کیلئے کہتے رہے بلکہ ایک موقعہ پر DSP صاحب کو تنبیہ بھی کی اور کہا کہ اس طرح کی کارروائیوں کی وجہ سے آپ ڈی گریڈ ہو سکتے ہیں۔ آخر کار جب پولیس ثبوت مہیا نہ کر سکی تو سیشن جج صاحب موصوف نے قریب ایک سال بعد فیصلہ دیتے ہوئے ہمارے نوجوانوں کو باعزت طور پر بری ثابت کیا۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور نشان ہے۔ اس پر ہم جتنا بھی اُس کا شکر بجا لائیں کم ہے۔

اب ایک اور واقعہ جو ابتدائی دور کا ہے بیان کرتا ہوں یہاں بھدرواہ میں ایک معزز سنجیدہ سنی مسلمان مکرم ملک غلام رسول صاحب ہوا کرتے تھے۔ جو رائے بہادر لالہ جودھا مل فرم جنگلات کے بڑے ٹھیکیدار تھے۔ اُن کے تحت ہزاروں آرا کش مزدور فرم میں کام کرتے روزی روٹی کماتے تھے۔ ملک صاحب موصوف اس وقت لکھپتی تھے اور بھدرواہ کے روساء میں شمار ہوتے تھے۔ میرے خیال میں اس زمانہ میں ایک تولہ سونے کی قیمت ۲۰/۲۵ روپے ہوا کرتی تھی۔ ملک صاحب کی وفات کے بعد اُن کے بڑے بیٹے ملک غلام محمد صاحب بحیثیت ٹھیکیدار اپنے باپ کی جگہ کام کرتے رہے۔ ملک غلام محمد احمدیت کے مخالف تھے۔ ایک موقعہ پر محترم چوہدری محمد ابراہیم صاحب ہمارے احمدی بھائی کی دوکان پر ملک غلام محمد صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے دوسرے احمدی بھائی مکرم خواجہ غلام رسول صاحب خطیب مرحوم بھی وہاں موجود تھے۔ دوران گفتگو احمدیت پر بات چلی۔ لاجواب ہونے پر ملک صاحب نے مغضوب الغضب ہو کر مرحوم خطیب صاحب کو زدوکوب کرنے کی غرض سے اُن پر ہاتھ اُٹھایا۔ اللہ کا کرنا کہ اوپر آہنی آرا لٹکا تھا چنانچہ ملک صاحب کا ہاتھ اُس آرے کی وجہ سے شدید زخمی ہوا اور وہ محترم خطیب صاحب کو زدوکوب نہیں کر سکے۔ یہی نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ بھی ہمیں نشان دکھایا کہ اس واقعہ کے بعد آہستہ آہستہ اُن کا وہ عظیم دبدبہ ختم ہوا اور کچھ عرصہ بعد وہ بھی اس سرائے فانی سے رخصت ہوئے۔

اب میں اپنے عزیزوں بچوں بچیوں، چھوٹوں بڑوں کو کچھ نصائح کرنا چاہتا ہوں۔ میری عمر کافی ہو چکی ہے نہ جانے کس وقت بلاوا آجائے۔ ابتدائی دور میں جب ہم نے احمدیت کو قبول کیا ہماری مالی حالت پریشان کن تھی اس کے ساتھ ساتھ شدید مخالفت کا سامنا تھا۔ کوئی روزگار نہیں تھا۔ کسی کے بیمار ہونے کی صورت میں ڈاکٹر کو دکھانا یا ادویات کا مہیا کرنا بہت مشکل ہوتا تھا۔ ہمارے زیر بستر گھاس کی چٹائیاں یا گھاس کی رسی کی بنی ہوئی چارپائیاں ہوتی تھیں۔ کپڑوں پر پیوند ہوتے اوڑھنے کیلئے اُون کی کھردری لوئیاں ہوتی تھیں تاریخ اسلام میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اُن کے صحابہ کے ابتدائی دور کے جو حالات بیان ہوئے ہیں اُن ہی حالات سے ملتے جلتے ہمارے حالات تھے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے حالات سے مشابہت دیکھ کر ہمارے ایمان مضبوط ہوئے۔

لیکن قابل تعریف بات یہ ہے کہ ان حالات میں بھی ہمارے احمدی بھائیوں نے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ البتہ دربار خداوندی میں دُعائیں کرتے رہے۔ اپنی مشکلات اپنے رحمٰن و رحیم خدا کے سامنے پیش کرتے رہے۔ اور حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ کی ہدایات کے مطابق زندگی بسر کرتے رہے۔ حضرت مولوی صاحب کے

باقی صفحہ (7) پر ملاحظہ فرمائیں

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی   اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

جماعت احمدیہ کیرلہ کے زیر اہتمام

موٹر سائیکلوں کے ذریعہ دوروزہ تبلیغی جلوس اور تقاریر

جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ کی سالانہ کانفرنس کی تشہیر کے طور پر کیرلہ کے طول وعرض میں پبلک جلسے منعقد ہوئے۔اس سلسلہ میں مجالس خدام الاحمدیہ ضلع ہائے کالیکٹ ، ملاپورم اور پالگھاٹ کی طرف سے مورخہ ۱۷ جنوری کی صبح دس بجے کالیکٹ مشن ہاؤس سے ۲۰ عدد موٹر سائیکلوں کا ایک جلوس روانہ ہوا۔اس کیلئے تینوں ضلعوں کی جماعتوں سے مستعد خدام کالیکٹ مشن ہاؤس میں جمع ہوئے ان موٹر سائیکلوں پر چالیس خدام سوار تھے جلوس کے آگے ایک بہت بڑی وین اشتہارات اور بینروں سے سجائی گئی چل رہی تھی۔اس میں چند مبلغین و معلمین سوار تھے۔ پچاس خدام اس جلوس میں شامل ہوئے۔

جلوس کی روانگی سے قبل خاکسار کی زیر صدارت ایک مختصر اجلاس منعقد ہوا۔مکرم شاہد احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب صوبائی قائد کے خطبہ استقبالیہ کے بعد محترم اے پی کنجا مو صاحب صوبائی امیر نے جماعت احمدیہ کی امن بخش سرگرمیوں کی طرف روشنی ڈالی۔خاکسار نے اپنے خطاب میں اِس جلوس کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا ہر کام تقویٰ اور روحانیت پر مبنی اور رضائے الٰہی کی خاطر ہونا چاہئے۔ اور ہمیشہ اس جلوس میں زیرلب ربّ ادخلنی مدخل صدق والی دُعا پڑھنی چاہئے۔اس کے بعد مکرم کے ایم احمد صاحب جنرل سیکرٹری مکرم پی ایم عبداللہ صاحب ،مکرم ناصر احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ نے مختصر تقریریں کیں۔اور دُعا کے بعد اور نعرۂ تکبیر اور مختلف نعروں کی گونج میں موٹر سائیکلوں پر یہ جلوس روانہ ہوا۔اِس جلوس کو الوداع کہنے کیلئے بہت سارے احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہر موٹر سائیکل پر Love for All Hatred for None کا بینر نصب کیا گیا تھا۔جلوس کی راہ میں مختلف مقامات میں جماعت احمدیہ کے عقائد اور اس کی عالمگیر سرگرمیاں اور خلافت احمدیہ کی عظیم الشان برکات پر مشتمل تقریریں ہوتی رہیں۔جس کو سننے کیلئے ہر سنٹر پر لوگ کثیر تعداد میں جمع ہوتے رہے۔اس کے علاوہ راستے بھر مختلف اسلامی نظمیں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ہوتی رہیں جو لوگوں کی توجہ کو مرکوز کرنے والی تھیں۔

جلوس یہاں سے روانہ ہوکر جماعت احمدیہ کوڈیتھور میں پہنچنے تک آٹھ مقامات میں وین اور موٹر سائیکل ٹھہر کر تقریریں ہوتی رہیں۔ جماعت احمدیہ کوڈیتھور نے جلوس کا استقبال کیا۔ جماعت نے دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد جلوس تین بجے بعد دوپہر آگے روانہ ہوا دو مقامات میں اجلاس کرنے کے بعد Arikode مقام میں پہنچ کر اس شہر میں ڈیڑھ گھنٹہ رکے اِس اثناء میں نو احمدی عالِم مکرم مولوی محمد صاحب نے وہاں پر جمع ہوئے احباب کے سوالات کا تسلی بخش جواب دیا تمام حاضرین میں کانفرنس کے نوٹس اور دیگر پمفلٹ وغیرہ تقسیم کئے گئے۔اُس وقت غیر احمدی احباب نے وفد کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔

اس کے بعد جلوس آگے روانہ ہوا۔اور رات کے ساڑھے آٹھ بجے جماعت احمدیہ کرولائی میں پہنچا اِس دوران آٹھ مقامات میں منعقدہ اجلاسات میں ہمارے مبلغین نے تقریریں کیں۔ جب جلوس کرولائی میں پہنچا تو وہاں باقاعدہ تبلیغی جلسہ عام ہورہا تھا۔مکرم ٹی کے محمود صاحب صوبائی سکرٹری اصلاح وارشاد کی زیر صدارت منعقدہ اِس جلسہ کو مکرم مولوی ایم ناصر احمد صاحب نے مخاطب کیا۔رات کیلئے قیام وطعام کا انتظام جماعت احمدیہ کرولائی نے کیا تھا۔

ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر مورخہ ۱۸ جنوری کی صبح ۱۰ بجے جلوس وہاں سے روانہ ہوا۔اس کے بعد دوپہر تک نو مقامات میں اجلاس کئے۔ دوپہر کو جماعت احمدیہ وانیمبلم نے کھانے کا اہتمام کیا تھا۔تناول طعام اور ظہر وعصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد جلوس آگے روانہ ہوا۔

دس مقامات میں تبلیغی تقریریں ہوئیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ بمقام path kkad سنیوں کا بہت بڑا اور بہت مشہور عربک کالج ہے۔ جب اِس کے سامنے ہمارا جلوس رُکا اور جلسہ شروع کیا تو اُس وقت اُس کالج کے سینکڑوں متعلمین اور اُن کے مدرسین کالج سے نکلے اور جب تک تقریر ہوتی رہی بڑے غور سے سُنتے رہے۔وہاں سے روانہ ہوکر شام کو ساڑھے چھ بجے Perinthal manna پہنچا جہاں ہمارا سالانہ جلسہ ہونا تھا۔محترم امیر صاحب اور خاکسار نے اس کامیاب تبلیغی مہم پر سب کو مبارک باد دی۔ایک مختصر اجلاس کے بعد جلوس برخاست ہوا۔خدا کے فضل سے اِس جلوس میں شامل پچاس خدام بہت ہی خوش تھے کہ اُنہیں ایک بہت بڑی تبلیغی مہم نہایت خوش اسلوبی سے کسی بھی نامساعد حالت کے بغیر سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ یہ جلوس تینوں ضلعوں کو cover کرتے ہوئے دو دنوں میں تین صد کلومیٹر طے کرتا رہا۔ بیسیوں مقامات میں تبلیغی تقریریں ہوئیں اس وفد کے امیر مکرم مولوی این شفیق احمد صاحب تھے۔مکرم مولوی علی کنجو صاحب ،مکرم ہدایت اللہ صاحب ثقافی مکرم مولوی محمد صاحب نو احمدی عالم نے ہر مقام میں تقریر کی۔علاوہ ازیں مکرم سی کے قمر الدین صاحب دونوں دن راستے بھر مختلف Announcement کرتے رہے۔ نیز لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ مختلف ریکارڈ کی گئی نظمیں سناتے رہے۔

ضلع پولیس دھولے کی طرف سے منعقدہ ایک استقبالیہ تقریب میں ڈائریکٹر جنرل آف پولیس مہاراشٹر کے ہاتھوں احمدی معلم کو ''قومی یکجہتی'' ایوارڈ کی پیشکش

مکرم عبدالرحمٰن صاحب IPS ضلع پولیس کپتان (SSP) دھولے کی طرف سے ۰۳-۱۱-۲۹ کو ڈائریکٹر جنرل آف پولیس مہاراشٹر کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔اس استقبالیہ تقریب میں پانچ اضلاع پر مشتمل ناسک زون، کے انسپکٹر جنرل آف پولیس وزون کے سبھی ضلع پولیس کپتان کلکٹر و دیگر معززین میں مشہور سوشل ورکر وایناؤنسر شیخ صلاح الدین صاحب بھیونڈی والے اور خاکسار عقیل احمد سہارنپوری کو بھی مدعو کیا گیا۔ وہاں پہنچنے پر موصوف عبدالرحمٰن صاحب IPS کی طرف سے خاکسار و مکرم ایناؤنسر صاحب کا بھی استقبال کرکے ہم دونوں کو بھی اسٹیج پر بٹھایا گیا۔اور خاکسار کے ہاتھوں وہاں کے ہندو معززین کو ایوارڈ دلایا گیا۔

اس کے بعد خاکسار و شیخ صلاح الدین صاحب کو بھی عزت مآب ڈائریکٹر جنرل آف پولیس مہاراشٹر کے ہاتھوں قومی یکجہتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔اس موقع پر خاکسار نے مکرم DGP صاحب کی خدمت میں قرآن مجید اور اسٹیج پر تشریف فرما سینئر IPS شری انکوش دھن وجے صاحب انسپکٹر جنرل آف پولیس ناسک رینج و شری دلیپ بنڈ صاحب IAS ضلع مجسٹریٹ کلکٹر دھولے کی خدمت میں لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔

اس سے قبل وٹھل راؤ یادھو صاحب پولیس کپتان کی طرف سے منعقد ایک استقبالیہ تقریب میں مورخہ ۰۲-۲-۳ کو سینئر IPS ارام راؤ گھاڈگے صاحب انسپکٹر جنرل آف پولیس ناندیڑ زون کے ہاتھوں بھی خاکسار کو قومی ایکتا ایوارڈ سے نوازا جاچکا ہے۔الحمدللہ۔شولاپور سے تبادلہ و پرموشن پر ضلع پولیس کپتان کے عہدہ پر فائز شری پردیپ دیشپانڈے جی کی گلپوشی کرتے ہوئے مبارکباد و لٹریچر پیش کیا گیا۔اور مورخہ ۰۳-۱۰-۳۰ کو سینئر IPS شری پی ٹی لوہار صاحب انسپکٹر جنرل آف پولیس ناسک شہر سے تبلیغی ملاقات کرکے موصوف IG صاحب کی خدمت میں بھی لٹریچر پیش کیا گیا۔ ڈائریکٹر جنرل آف پولیس مہاراشٹر کی خدمت میں قرآن کریم کا تحفہ پیش کرتے ہوئے مورخہ ۰۳-۱۱-۱۷ کو روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی کے علاوہ ازیں سہارنپور سے نکلنے والے ''مجھے لکھنے دو'' نامی اخبار میں ''قومی یکجہتی ایوارڈ'' سے نوازتے ہوئے تصاویر بھی شائع ہوئیں۔۔

دُعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول کرتے ہوئے اُس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔(عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور مہاراشٹر)

آدرش نگر اجمیر میں لجنہ کی مساعی

مورخہ ۰۴-۱-۲۴ کو محترمہ زریں امجد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ راجستھان نے اجمیر شہر آدرش نگر کی نومبائعین بہنوں و ناصرات سے ملاقات کرکے نصائح کیں۔تلاوت و نظم کے بعد صدر لجنہ اجمیر کا بھی انتخاب ہوا۔اللہ تعالیٰ سب بہنوں کو زیادہ سے زیادہ دین کی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین (نصیرہ خاتون سیکرٹری تعلیم و تربیت و سیکرٹری مال آدرش نگر)

خدا کے فضل سے تینوں دنوں میں ایک ہلچل پیدا ہوئی۔خدا کے فضل سے جلوس کی ابتداء اور اختتام کے بارے میں مقامی اخبارات نے تصویر کے ساتھ رپورٹیں شائع کیں۔

تبلیغی جلسے

سالانہ کانفرنس کی تشہیر کے طور پر کالیکٹ شہر کے Kultichira اور Idiyankara مسلم مراکز میں جماعت احمدیہ کالیکٹ کے زیر اہتمام مورخہ ۱۵/۲۰/۲۱ جنوری کو جلسہ عام منعقد ہوئے۔

مورخہ ۱۵ رجنوری شام کو ۷ بجے تا ساڑھے نو بجے کُٹی چیرا مقام میں مکرم کنجا مو صاحب امیر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت منعقدہ جلسہ عام کو خاکسار اور مکرم اے ایم سلیم صاحب نے مخاطب کیا۔مورخہ ۲۰ رجنوری شام کو مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت منعقدہ جلسہ عام میں خاکسار نے اور مکرم احمد کویا صاحب جنرل سیکرٹری صوبائی امارت کمیٹی نے تقریریں کیں۔مورخہ ۲۱ رجنوری شام کو مکرم احمد کویا صاحب کی زیر صدارت منعقدہ جلسہ عام کو خاکسار نے اور مکرم محمد سلیم صاحب نے مخاطب کیا۔مقررین نے وفاتِ مسیح ،ختم نبوت کی حقیقت ،صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ظہور امام مہدی خلافت احمدیہ وغیرہ عنوانات پر سیر حاصل تقریریں کیں۔خدا کے فضل سے تینوں دن احمدیوں کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی افراد حاضر ہوکر اوّل تا آخر تقریریں سُنتے رہے۔خدا تعالیٰ بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین (محمد عمر مبلغ انچارج کیرالہ)

درخواست دُعا

محترم محمد لطیف صاحب شاکر آف لندن اہل وعیال کی صحت وتندرستی ،دینی دنیاوی ترقیات جملہ پریشانیوں کی دوری کیلئے اور خود بیمار ہیں صحت وتندرستی کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔(سید بشارت احمد قادیان)

بنگلہ دیش میں مُلّاؤں کا طوفانِ بدتمیزی

حکومت نے مُلّاؤں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے

جماعت احمدیہ کے لٹریچر پرپابندی عائد کر دی گئی

(رشید احمد چوہدری۔ لندن)

(پریس ڈیسک): تازہ ترین اطلاعات کے مطابق حکومت بنگلہ دیش نے ۹رجنوری ۲۰۰۴ء سے جماعت احمدیہ کی تمام تر مطبوعات بشمول بنگلہ زبان میں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ ترجمہ قرآن کریم پر پابندی لگادی ہے۔

بنگلہ دیش کی وزارت داخلہ کے اعلان کے مطابق یہ پابندی اس لئے لگائی گئی ہے کہ ان میں قابل اعتراض مواد موجود ہے جس سے کہ بنگلہ دیش کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونے کا خطرہ ہے۔

جمعہ کے روز پانچ ہزار کے لگ بھگ مجمع نے مُلّاؤں کی قیادت میں ایک جلوس نکالا اور جماعت احمدیہ کی مسجد واقع نخل پارہ کی طرف مظاہرہ کرنے کے لئے رخ کیا مگر کسی ناخوشگوار واقعہ کے بغیر دن عافیت سے گزر گیا۔

یاد رہے کہ مجلس ختم نبوت ۲۰رنومبر ۲۰۰۳ء سے جماعت احمدیہ کے خلاف نعرہ بازی اور جلسوں اور جلوسوں کی صورت میں طوفان بدتمیزی برپا کرتے ہوئے مسجد احمدیہ پر قبضہ کے اعلان کر رہی ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

ملک کی کئی سیاسی پارٹیاں اور سول سوسائٹی لیڈروں نے حکومت کے اس اقدام پر احتجاج کیا ہے۔ حزب مخالف کے ڈپٹی لیڈر عبدالحمید نے احمدیہ لٹریچر پر پابندی کے فیصلہ کو غلط قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جماعت احمدیہ کتنی بھی چھوٹی کیوں نہ ہو بنگلہ دیش کا آئین اس کے مذہبی حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

مجاہدالاسلام سلیمی جنرل سیکرٹری آف کمیونسٹ پارٹی بنگلہ دیش نے کہا ہے کہ حکومت کے اس فیصلہ سے انہیں بہت مایوسی ہوئی ہے۔ حکومت نے بنیاد پرستوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔

ورکر پارٹی کے صدر راشد خان مینن نے حکومت کے اقدام کو ایک سخت ترین غلطی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ فیصلہ صرف احمدیوں کے خلاف ہی نہیں بلکہ اسلام کے دیگر فرقوں اور دیگر مذاہب کے لئے بھی خطرہ کی گھنٹی ہے۔

ساؤتھ ایشین پیپل (People) یونین کے صدر پروفیسر کبیر چوہدری اور جنرل سیکرٹری شہر یار کبیر نے اس پابندی کی مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر نیز ملک کے آئین کے خلاف قدم ہے۔

سلمہ سبحان ناگورک سماران سبھا کمیٹی اور جاتیہ مکتی کونسل نے اس فیصلہ کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ اس حکم کو فوراً واپس لیا جائے۔

احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بنگلہ دیش میں رہنے والے احمدی مسلمانوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور دشمنوں کو ان کے ناپاک ارادوں میں خائب وخاسر کردے۔ آمین

❀❀❀❀❀❀

تیسری سالانہ علمی ریلی مجلس انصاراللہ پاکستان

مجلس انصاراللہ پاکستان کی تیسری سالانہ علمی ریلی ۱۲ردسمبر ۰۳ءکو چار بجے سہ پہر زیر صدارت مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد (ناظر اعلیٰ وامیر مقامی) صدر مجلس انصاراللہ پاکستان منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم قاری عاشق صاحب نے کی صدر مجلس نے انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ مکرم حمید احمد شاہد صاحب کراچی نے نظم پیش کی بعدہٗ خاکسار نے رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے بعد صدر مجلس نے افتتاحی خطاب اور دعا سے ریلی کا آغاز کیا افتتاحی تقریب کے بعد مجلس انصاراللہ کے دونوں ہالوں میں انصار نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے توسط سے سُنا۔

اس موقعہ پر مقابلہ تلاوت معیار خاص (جس میں قاری حضرات اور حفاظ کرام نے شرکت کی) مقابلہ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام (اس مقابلہ کیلئے حضور کی مقررہ پانچ کتب سے ۵۰ سوال پر مشتمل تحریری امتحان تھا) مقابلہ تلاوت قرآن کریم۔ مقابلہ نظم خوانی۔ مقابلہ تقریر اردو فی البدیہہ۔ مقابلہ تقریر معیار خاص (جس میں ہر ضلع سے صرف ایک نمائندہ حصہ لے سکتا تھا) مقابلہ حفظ قرآن۔ (اس میں تیسواں پارہ مکمل حفظ کرنا تھا) مقابلہ دینی معلومات (کوئز پروگرام۔ اس میں ہر ضلع سے تین اراکین پر مشتمل ٹیم نے شرکت کی تھی۔ مقابلہ مقالہ نویسی۔ (یہ مقابلہ انصار کے مابین پہلی دفعہ رکھا گیا تھا۔ اول دوم سوم آنے والوں کو علی الترتیب تین ہزار، دو ہزار، ایک ہزار روپے انعامات دیئے گئے۔

اس سالانہ ریلی کی اختتامی تقریب میں پاکستان بھر سے ۳۴ اضلاع کی ۱۴۲ مجالس کے ۲۱۰ انصار نے شرکت کی۔

ریلی کی اختتامی تقریب ۱۴ دسمبر کو ایک بجے دوپہر منعقد ہوئی، جس کے مہمان خصوصی حضرت مرزا عبدالحق صاحب تھے تلاوت ونظم اور مقابلہ جات کی رپورٹ کے بعد مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے اراکین انصاراللہ میں انعامات تقسیم کئے۔ اور اختتامی خطاب کے بعد دُعا کرائی۔ بعدہٗ شرکاء ریلی کے اعزاز میں ظہرانہ دیا گیا اور یہ ریلی بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(ڈاکٹر عبدالخالق خالد قائد تعلیم منتظم اعلیٰ)

ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ جماعتی نظام میں بھی صبر کا مظاہرہ کریں اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ امیر نے اس پر زیادتی کی ہے تو پھر بھی صبر پر قائم رہتے ہوئے اطاعت کے معیار کو گرنے نہ دے۔ زیادہ سے زیادہ خلیفہ وقت تک شکایت پہنچا سکتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعتی ابتلاؤں پر بھی صبر کرنے کی پر بصیرت تلقین فرمائی حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں بھی اور اب بنگلہ دیش میں بھی احمدیوں کے خلاف آئے دن فتنے کھڑے کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی حوصلے اور صبر سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ سب پر اپنا فضل فرمائے اور مخالفین کی شرارتوں سے محفوظ رکھے۔ ایسے ابتلاؤں کے موقعہ پر صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں الٰہی جماعتوں پر ہمیشہ سے ہی مخالفت اور ظلم وستم ہوتا رہا ہے سب سے زیادہ ظلم ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اس ضمن میں حضور انور نے طائف کا واقعہ نہایت ایمان افروز رنگ میں بیان فرمایا۔ کہ باوجود شدید مخالفت اور ظلم وستم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑوں کے فرشتہ کو فرمایا نہیں میں ان کو تباہ کرنا پسند نہیں کرتا لیکن میں امید کرتا ہوں کہ ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو خدائے واحد کی عبادت کریں گے فرمایا ہمیں بھی ایسی ہی امید رکھنی چاہئے کہ آج کے ہمارے مخالفین کی نسلوں میں سے اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان لانے والے مخلصین عطا فرمائے گا۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے صبر کے متعلق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے اور ساتھ ساتھ ان کی ایمان افروز تشریح بھی بیان فرمائی۔ فرمایا صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نونیت جیولرز

الیس اللہ بکاف عبدہ

Manufacturers of :
All Kinds of Gold and
Silver Ornaments

احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی وسونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں

NAVNEET
JEWELLERS

Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (s) 220489 (R) 220233

بقیہ صفحہ:

باوجود وہ انہیں رزق دیتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ صبر نہ کرنے کے نتیجہ میں ہی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی جھگڑے ہوجاتے ہیں مثال کے طور پر اگر کوئی کسی کے گھر کے دروازے کے سامنے کار کھڑی کردے یا پڑوسیوں کے بچوں کی طرف سے شور کی آوازیں آئیں ان معمولی باتوں کو بھی لڑائی کا ذریعہ بنالیا جاتا ہے فرمایا احمدی کا یہ فرض ہے کہ اگر کوئی ایسی حرکت کرتا ہے تو اسے غصے پر قابو رکھنا چاہئے اور معاف کرنا چاہئے۔ حضور ایدہ اللہ نے ایک حدیث کی روشنی میں فرمایا کہ صدقہ بندے کے مال میں کمی نہیں کرتا اسی طرح جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر کرے اللہ اسے عزت بخشتا ہے اور جس نے سوال کرنے کا دروازہ کھولا اللہ اس کے لئے فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ فرمایا مانگنے کی عادت سے قناعت ختم ہوجاتی ہے اور تن آسانی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہوسکے انسان کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کرنی چاہئے عزت اور وقار اسی میں ہے کہ خود کر کے کمایا جائے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض میں یہ بھی فرض ہے کہ محنت کر کے کماؤ اور کھاؤ۔

فرمایا جس نے حالت فقر میں صبر سے کام لیا حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جہاں وہ چاہے گا اسے ٹھہرائے گا حضور نے فرمایا کہ بیٹیوں والوں کو بھی خوش ہونا چاہئے اور صبر سے اللہ کی رضا کے تحت ان کی پرورش کرنی چاہئے اور ان کو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ نے بیٹیاں دے کر آگ سے بچنے کا سامان کر دیا۔ حضرت امیرالمومنین

بارہویں سارک سربراہ کانفرنس-ایک جائزہ

از: رشید احمد چوہدری انٹرنیشنل پریس سیکرٹری لندن

بارہویں سارک کانفرنس کا انعقاد ۴ تا ۶ جنوری ۲۰۰۴ء کو اسلام آباد (پاکستان) میں جناح کنونشن سنٹر میں ہوا جس میں بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش، نیپال، بھوٹان سری لنکا اور مالدیپ کے وزراء اعظم اور سربراہان مملکت نے شرکت کی۔ سارک یعنی ساؤتھ ایشین ایسوی ایشن فار ریجنل کوآپریشن سات ممالک جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے پر مشتمل ہے۔ اس آرگنائزیشن کا تصور ۱۹۸۰ء میں بنگلہ دیش کے صدر جنرل ضیاء الرحمٰن نے پیش کیا تھا۔ ساتوں ملکوں کی باہمی رضامندی سے اس تنظیم کے اغراض و مقاصد اور طریق کار کی تفصیلات طے کرنے میں پانچ سال کا عرصہ لگا۔

اغراض و مقاصد

اس تنظیم کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل تھے:

۱-سارک ممالک کے درمیان مختلف شعبوں میں تعاون اور اشتراک۔

۲-علاقائی ترقی کیلئے وسائل کو یکجا کرنا۔

۳-باہمی تنازعات کے حل تلاش کرنا۔

۴-ماحولیاتی مسائل میں تعاون اور اشتراک۔

۵-رکن ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات استوار کرنا۔

۶-امن و سلامتی کے قیام اور فروغ کیلئے مؤثر اجتماعی تدابیر اختیار کرنا۔

۷-رکن ممالک کی معاشی پسماندگی دور کرنا اور ان کے معیار زندگی کو بلند کرنا۔

سارک کے اجلاس

☆-سارک سربراہ کانفرنس کا پہلا اجلاس: سارک کی پہلی تاریخی سربراہ کانفرنس ۷ اور ۸ دسمبر ۱۹۸۵ء کو ڈھاکہ میں ہوئی۔ بنگلہ دیش کے صدر حسین محمد ارشاد کو سارک کا پہلا چیئرمین مقرر کیا گیا اس اجلاس میں سارک کے منشور اور نشان کی منظوری دی گئی۔ سارک کا نشان نیپال نے تیار کیا تھا۔

☆-دوسری سارک سربراہ کانفرنس ۱۶ نومبر ۱۹۸۶ء کو بھارت کے شہر بنگلور میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں یہ تجویز کیا گیا کہ سارک کیلئے ایک مستقل سیکرٹریٹ کی ضرورت ہے چنانچہ اس سلسلے میں نیپال کے دارالحکومت کو سارک کے سیکرٹریٹ کے طور پر منتخب کیا گیا۔ بنگلہ دیس کے ابوالحسن کو اس کا پہلا سیکرٹری چنا گیا۔

☆-تیسری سارک سربراہ کانفرنس ۲ تا ۴ نومبر ۱۹۸۷ء نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں منعقد ہوئی۔

چوتھی سارک سربراہ کانفرنس پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہوئی۔

☆-پانچویں سارک کانفرنس مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں ۲۲ اور ۲۳ نومبر ۱۹۹۰ء کو ہوئی۔ مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم چیئرمین منتخب ہوئے۔

☆-چھٹی سارک کانفرنس سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں ۲۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو منعقد ہوئی جس کی صدارت پریماداسا نے کی۔ کانفرنس میں رکن ممالک کی ترقی کیلئے مشترکہ فنڈز قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

☆-ساتویں سارک کانفرنس ۱۰ اور ۱۱ اپریل ۱۹۹۳ء کو بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں منعقد ہوئی۔

☆-آٹھویں سارک کانفرنس ۲ مئی ۱۹۹۵ء کو بھارت کے دارالحکومت دہلی میں منعقد ہوئی۔ اس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۱۹۹۶ء کے سال کو خواندگی کا سال منایا جائے۔

☆-نویں سارک کانفرنس مالدیپ کے دارالحکومت مالے میں ۱۲ مئی تا ۱۴ مئی ۱۹۹۷ء کو منعقد کی گئی۔

☆-دسویں سارک کانفرنس ۲۹ جولائی تا ۳۱ جولائی ۱۹۹۸ء کو سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں ہوئی۔ سری لنکا کی صدر چندریکا کمارا تنگا بندرانائیکے کو کانفرنس کا صدر مقرر کیا گیا۔

☆-گیارہویں سارک کانفرنس نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں ۶ جنوری ۲۰۰۲ء کو منعقد ہوئی۔

سارک ممالک کی صورت حال

سارک ممالک میں ساڑھے ۱۵ کروڑ افراد خط غربت کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کی روزانہ آمدنی ایک ڈالر سے بھی کم ہے۔ دنیا کی کل نیم فاقہ کش آبادی کا نصف سارک ممالک میں ہے۔ خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔ آپس میں کئی تنازعات ہیں مثلاً پاکستان اور بھارت کے درمیان کشمیر کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے دونوں ملکوں کے حالات کشیدہ رہتے ہیں اور دونوں ممالک میں بجٹ کا خطیر حصہ ڈیفنس پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ نہ ہو اور دونوں ممالک کے آپس میں اچھے تعلقات ہو جائیں تو یہی رقم غربت دور کرنے میں صرف کی جاسکتی ہے۔

سارک ممالک کی بارہویں سربراہ کانفرنس

اس کانفرنس میں سارک سوشل چارٹر پر دستخط کئے گئے جس کے مطابق غربت کے فاتح مساوی انسانی حقوق اور عدم تشدد کو سرفہرست رکھا گیا۔ سارک ممالک کے شہریوں کو پینے کیلئے صاف پانی کی فراہمی، بچوں اور خواتین کے حقوق کی نگہداشت، معمر افراد کی دیکھ بھال اور انسانی وسائل کی ترقی کیلئے مشترکہ کوششیں کرنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ وسائل اور آمدنی کی مساوی تقسیم کو یقینی بنانے پر زور دیا گیا۔ اقتصادی اور سماجی ترقی اور شہریوں کو باوقار اور بھرپور زندگی کے مواقع فراہم کرنا اس کے بنیادی مقاصد قرار دیئے گئے اس چارٹر پر عملدرآمد کیلئے کمیٹی کے قیام اور طریقہ کار بھی وضع کیا گیا۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ سارک ممالک میں آزاد تجارت کے معاہدہ پر جنوری ۲۰۰۶ء سے عمل شروع ہوگا۔ یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ کوئی بھی رکن ملک اس معاہدے کے اطلاق کے بعد علیحدہ ہونے کا حق محفوظ رکھ سکے گا۔ اس معاہدے کے تحت رکن ممالک کے درمیان براہ راست تجارت کیلئے اقدامات کئے جائیں گے۔ آرٹیکل نمبر ۲ کے مطابق جنوبی ایشیا میں آزاد تجارت کا علاقہ قائم کر کے علاقائی تجارت اور اقتصادی تعاون کو فروغ دیا جائے گا۔ مشترکہ "اعلان اسلام آباد" میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جنوبی ایشیا کے ممالک دہشت گردی کی تمام اقسام کی مذمت کرتے ہیں اور اس کے خلاف بلاامتیاز جنگ جاری رکھیں گے۔ سارک ممالک آپس میں اچھے ہمسایوں کے تعلقات کو بھی فروغ دیں گے۔ سال ۲۰۰۵ء کو جنوبی ایشیاء میں سیاحت کے سال کے طور پر منانے کا فیصلہ بھی کیا گیا ہے۔

اسلام آباد اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ دہشت گردی اور اس کی تمام اقسام نہ صرف سارک کے ممالک بلکہ پوری انسانیت کیلئے ایک چیلنج ہے اور اسے کسی بھی قیمت پر کسی بھی حالات میں قبول نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دہشت گردی اقوام متحدہ اور سارک چارٹر کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہے اور اس سے عالمی امن اور سلامتی کو سنگین خطرات لاحق ہیں۔ تمام سارک ممالک اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ دہشت گردی کے فاتح سے متعلق تمام عالمی کنونشنز پر عملدرآمد کریں گے جن کے وہ فریق ہیں۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ سارک سربراہ کانفرنس کا اگلا اجلاس اگلے سال بنگلہ دیش میں منعقد ہوگا۔

طلباء کیلئے مفید معلومات

کمپنی سیکرٹری

سی ایس انٹرمیڈیٹ کورس: قابلیت: فائن آرٹ کے گریجویٹ کو چھوڑ کر بی اے-بی ایس-سی، بی کام یا کسی بھی مضمون کے گریجویٹ کو اس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔

C.S فاؤنڈیشن کورس قابلیت: فائن آرٹ چھوڑ کر کسی بھی مضمون میں بارہویں پاس ☆-C.S انٹرمیڈیٹ کورس کیلئے -/۱۳۰ روپے کا DD بھیجیں۔ اور C.S فاؤنڈیشن کیلئے -/۱۱۰ کا DD مذکورہ ایڈریس پر بھیجیں۔

C.S انٹرمیڈیٹ کیلئے آخری تاریخ ۲۸ فروری ۲۰۰۴ء ہے اور C.S فاؤنڈیشن کیلئے ۳۱ مارچ ۲۰۰۴ء ہے۔

ایڈریس: The Institute of Company Secretary of India
!.C.S.1. House,22 Institutional Area Lodi Road
New Delhi
Ph: 011-51504444-24617321/24-24644431/32
Web : WWW.I.C.S.I.edu

بقیہ صفحہ: 16

دیوبندی لیڈروں نے تحریک پاکستان کی بھرپور مخالفت کی اور اس مقصد کیلئے اپنی تمام توانائیاں صرف کیں۔ انہوں نے نہ صرف جمعیت علمائے ہند کے پلیٹ فارم کو استعمال کیا بلکہ آل انڈیا مسلم کانفرنس، آل انڈیا مومن کانفرنس آل انڈیا انصاری برادری، انجمن احرار اسلام وغیرہ جیسی تنظیموں کو بھی پروان چڑھایا۔ احراری لیڈروں مولانا محمد علی جالندھری، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا تاج الدین انصاری، مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی وغیرہ نے ہمیشہ پاکستان کو "پلیدستان" اور "خاکستان" کے ناموں سے پکارا۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے بارہا اعلان کیا کہ "اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے"۔ رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۲۷۴

مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے قیام پاکستان کے بعد ایک تقریب میں اپنی خصلت بد کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ "پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے" رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۲۷۵

اسی طرح ایک اور موقعہ پر اپنی خباثت کا اظہار کرتے ہوئے یوں کہا کہ

"جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں" بحوالہ چمنستان ۱۶۵

دیوبندی لیڈروں اور اُن کے حلیف احراریوں نے جس انداز سے قیام پاکستان اور مسلم لیگ کی مخالفت کی اُس کا احاطہ کرتے ہوئے پاکستان کے نامور شاعر اور دانشور تنہا کپور تھلوی نے ان حضرات سے یوں استفسار کیا۔

پرشاد مندروں کے بتا کون کھا گیا
ہندو کی مہر کس کی جبیں پر بتا لگی
نہرو کو "یارسول" بتا کس نے تھا کہا
روندی تھی کس نے سوچ رسول کی برتری
"بھارت کی جے" کے نعرے لگا تا رہا کون
خود سوچ کس نے بیچی ہے شرع پیمبری
آزادی وطن کا مخالف بتا تو کون
تھی کانگریس کے ساتھ بتا کس کی دوستی

(باقی) (مرسلہ عبدالسلام ٹاک سرینگر)۔

احراری ٹولے کی سراسر جھوٹی خبر

جس روز سے احراری ٹولے کی بنیاد رکھی گئی تھی غالباً ان کی سرشت میں ہر طرح کی آزادی رکھ دی گئی تھی۔ جھوٹ بولنے کی آزادی، دھوکہ دھڑی کی آزادی، لوٹ مار کی آزادی قتل و غارت کی آزادی غرض کہ ہر طرح کی بداخلاقی کی آزادی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جب بولتے ہیں یا لکھتے ہیں دل کھول کر بے وقوفوں کی طرح جھوٹ بولتے ہیں۔

حال ہی میں احراری ٹولے کی جانب سے قادیان دارالامان کے جلسہ سالانہ پر تبصرہ کیا گیا ہے بجائے اس کے کہ ہم اس کی ایک ایک لائن کے جھوٹ کا جواب لکھیں ہم ان کے تبصرہ کو من وعن ذیل میں شائع کر رہے ہیں تاکہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے ممالک کے پچاس ہزار زائرین جو ہندوستان کے قریباً تمام صوبوں سے آئے تھے ان کو ان احراریوں کے جھوٹ کا اندازہ ہو سکے۔ اور وہ خود ہی معلوم کر لیں کہ قادیان کے جلسہ کی حاضری ۷۰۰ تھی یا پچاس ہزار، بد باطن احراریوں کا نام کسی مقرر نے اپنی زبان گندی کرنے کیلئے لیا یا نہیں؟ یا یہ صرف احراریوں کی خوش فہمی ہے کہ ان کا بھی نام لیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں نماز تہجد کی ادائیگی ہو رہی ہو پنجوقتہ نمازیں پڑھی جا رہی ہوں ذکر الٰہی کی محافلیں لگی ہوں وہاں ایسے لوگوں کا نام لینے سے بھی کراہت آتی ہے۔

باقی جہاں تک جلسہ پر آنے والوں کو تشدد اور دھمکیوں کے ذریعہ روکنے کا تعلق ہے تو یہ لوگ شیطان بن کر خدا کی طرف آنے والے لوگوں کے راستہ میں ضرور کھڑے ہوتے ہیں اور ہر سال ہی بعض مقامات پر ایسا کرتے ہیں لیکن اللہ کے فضل سے اکاؤ کا مثالوں کے علاوہ ان کی ایک نہیں چلتی بہر حال ہم ذیل میں احراریوں کی خبر کو من وعن روزنامہ ساز دکن ۱۶ رجنوری ۲۰۰۴ء کے حوالہ سے شائع کر رہے ہیں۔

رضا کاران احرار کی نمایاں کامیابی

قادیان (نمائندہ احرار) گذشتہ دنوں ۲۹ ردسمبر کو ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے چھوٹے سے قصبہ قادیان میں ہوا جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے چیلوں کا جلسہ مجلس احرار کے بیدار رضا کاروں کی وجہ سے بالکل ناکام ہو گیا۔ گرچہ جھوٹے نبی کے پیروکاروں نے اخبارات قادیانی ٹی وی چینلوں کا استعمال کرتے ہوئے فرزندان اسلام کو ورغلانے کی خوب کوشش کی۔ لیکن اس مرتبہ بھی انہیں ہر جگہ ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑا۔

قادیان جلسہ کے عینی شاہدوں کے مطابق صوبہ کے مختلف حصوں سے جلسہ میں شامل ہونے سے عوام کے انکار کی خبریں آنے سے جلسہ شروع ہونے سے قبل ہی قادیانیوں میں مایوسی پھیل گئی۔ اپنے آپ کو عالمی جماعت کہنے والے نام نہاد نبی کے چیلوں نے اس مرتبہ پہلے تو پنڈال چھوٹا کیا اور پھر جب وہ پنڈال بھی سامعین نہ بھر سکا تو آخر انگریز پونڈ نکال کر مزدور منڈی کی طرف چلے گئے۔ جہاں سے ڈیڑھ سو روپے دیہاڑی پر مزدور لائے گئے۔ جن کو کہا گیا کہ کرنا کچھ نہیں۔ صرف ہمارے ملاؤں کی تقریر سننی ہے۔ پیسے بھی ملیں گے اور کھانا بھی۔ قادیانی منتظمان کو اس وقت شدید شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ جب ایک مزدور نے انکا مقصد معلوم ہونے پر جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم غریب ضرور ہیں۔ مزدوری کرتے ہیں مگر ایمان نہیں بیچیں گے۔ قابل ذکر ہے کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی قادیانیوں نے اپنا سالانہ جلسہ کیا۔ جس میں بھیڑ اکٹھی کرنے کے لئے مفت لگزری بسیں گاؤں دیہات بھیجی گئیں۔ لیکن مجلس احرار کی تحریر پر اس فتنہ سے بیدار ہو چکے فرزندان اسلام نے گاؤں، دیہات، قصبوں اور شہروں سے نہ صرف قادیانیوں کو خالی واپس کر دیا بلکہ ان کو تنبیہ بھی کر دی کہ آئندہ مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے آنے کی کوشش نہ کریں۔ پنجاب کے مختلف علاقوں اور قریبی صوبوں سے ملی اطلاعات کے مطابق روپے اور وسائل کے بل پر قادیانی کے چیلے جب اپنے سالانہ جلسہ کو اسلامی جلسہ بتا کر مسلمانوں کو اپنی بسوں میں مفت دعوت دینے کے لئے پہنچے تو انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ہوشیار پور مجلس احرار نے صدر بہادر خان نے ''الاحرار'' کو بتایا کہ قادیانی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر ہوشیار پور کے مسلمانوں کو لینے آئے تھے جس کی اطلاع بروقت احراری حضرات کو مل گئی اور جب وہ قادیانی ایجنٹ کو پوچھنے اس جگہ گئے جہاں بس کھڑی کی گئی تھی تو قادیانی یہ سن کر ہی فرار ہو گئے کہ مجلس احرار والے آ گئے ہیں۔

ہماچل پردیش کے مجلس احرار کے صدر مولانا محمد سلیم نے بتایا کہ قادیانی اپنے جلسہ میں مسلمانوں کو ورغلا کر لے جانے آئے تھے۔ لیکن ختم نبوت کے تئیں بیدار مسلمانوں کے تیور دیکھ کر کھسک گئے۔ موگا کے احراری رہنما جگیر محمد نے بتایا کہ ہم نے رسول ﷺ کے تاج ختم نبوت کے دشمنوں کو بھگا دیا۔

لدھیانہ کے ایک علاقے میں جب چھپ کر دو قادیانی بھولے بھالے مسلمانوں کو جلسہ میں شرکت کی دعوت دینے لگے تو ایک مسلمان نے ان سے کہا کہ جناب آپ بیٹھئے میں اپنے محلّہ کے احراری صدر کو بلاتا ہوں اور وہ جب اپنے محلّہ کے احراری صدر کو بلانے گیا تو اس دوران دونوں قادیانی دُم دبا کر فرار ہو گئے۔

ضلع سنگرور کے احراری صدر محمد ہاشم نے بتایا کہ ہم نے اس علاقہ میں مرتدوں کو گھسنے نہیں دیا۔ اسی لئے کسی فرد کو ورغلانے میں وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ امرتسر کے علاقہ میں بیدار مسلم رہنما اور جامع مسجد خیر الدین امرتسر کے امام مولانا حامد حسن کی موجودگی میں قادیانی اپنی چال میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جگراؤں کے گاؤں غالب میں رہنے والے چند مسلم گھروں کے افراد نے نہ صرف قادیانیوں کو گاؤں سے نکال باہر کر دیا بلکہ سرپنچ گاؤں کو بلا کر ان کو وارننگ بھی دی کہ پھر ان گاؤں میں مسلمانوں کو لے جانے نہ آئیں۔ اسی طرح سمرالہ کچھانوں، نواں شہر، جالندھر، پگواڑہ، کپورتھلہ، پٹیالہ، سرہند، کھنہ، گوبند گڑھ، راجپورہ، جگراؤں، روپڑ، بٹالہ گورداسپور، فیروز پور، رائے کوٹ، حلواڑہ اور دیگر مقامات سے ملی اطلاعات کے مطابق قادیانی اپنے سالانہ جلسے میں اہل ایمان کو بہکا کر لے جانے میں بالکل ناکام رہے۔ قادیانی جلسے کی ناکامی مجلس احرار کے رضا کاروں کی اپنی امیر مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی کی قیادت میں چلائی جا رہی تحریک ختم نبوت کی نمایاں کامیابی ہے۔

عینی شاہدوں کے مطابق قادیان میں جلسہ سالانہ کے پنڈال کو پُر کرنے کے لئے دیہاڑی وار مزدور تو لائے ہی گئے ساتھ میں قریبی گاؤں دیہات کے ان غریب غیر مسلموں کو بھی لایا گیا۔ جو کہ ضرورت مند تھے اور انہیں کمبل بھی بانٹے گئے۔ الاحرار نے جب ایک سکھ سرپنچ گاؤں سے سوال کیا کہ آپ قادیانی جلسے میں اپنے گاؤں کے لوگوں کے ساتھ کیوں گئے تھے۔ کیا عقیدت ہے؟ تو سرپنچ نے ہنستے ہوئے پنجابی میں کہا کہ ''عقیدت کاہدی جی انہاں کیہا کی غریباں نو مفت کمبل بند نے ہن تساں آئیوں تہاڈے لوگوں بند واواں گے'' یعنی عقیدہ نہیں جی۔ انہوں نے کہا کہ غریبوں کو مفت کمبل بانٹنے آپ آیئے آپ کے ہاتھ سے بھی بنوائیں گے۔ جلسہ میں گئے ایک بزرگ غیر مسلم سکھ نے بتایا کہ قادیانیوں کا جلسہ کا ہے کا ہر تقریر کرنے والا احرار کو ہی برا بھلا کہہ رہا تھا۔ قادیانیوں کے عالمی سالانہ جلسہ میں صرف ۷۰۰ افراد کی شرکت ان کی واضح شکست کا ثبوت ہے۔ احراری رضا کار جنہوں نے ختم نبوت کے لئے گاؤں گاؤں قریہ قریہ جا کر عوام کو اس فتنہ سے خبردار کیا۔ اپنی اس کامیابی کو مدد الٰہی تصور کرتے ہوئے اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جبکہ قادیانیوں میں احراریوں کو لے کر بوکھلاہٹ بڑھتی جا رہی ہے۔

(مرسلہ: مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ حیدرآباد)

پاکستانی سائنسدان قدیر خان کے ایٹمی راز بیچنے کے خلاف

صدر بُش کا ایٹمی ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کے خلاف نئے اقدامات

پاکستانی نیوکلیائی پروگرام کے سائنسدان عبدالقدیر خان نے دوسرے ملکوں پر پاکستانی نیوکلیائی راز افشا کرنے میں اپنے ملوث ہونے پر پی ٹی وی کے براہ راست نشریہ میں عوام سے معافی مانگی اور حکومت پاکستان کو اس معاملے میں بے داغ قرار دیا ڈاکٹر خان پر لیبیا، ایران اور شمالی کوریا پر ایٹمی ہتھیاروں کے راز افشا کرنے کا الزام ہے۔ انہوں نے پی ٹی وی پر کہا کہ ''میرے بھائیو اور بہنو! میں صدمے سے دوچار قوم سے غیر مشروط معافی مانگنے اور انتہائی افسوس کے اظہار کیلئے آپ کے سامنے آیا ہوں''۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ''میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ (مجھے) ان سرگرمیوں کیلئے کبھی کسی طرح کا سرکاری اختیار نہیں دیا گیا تھا''۔ ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کے سکینڈل کی پوری ذمہ داری قبول کرتے ہوئے قدیر خان نے صدر پرویز مشرف سے درخواست کی ہے کہ وہ انہیں اس کیلئے معاف کر دیں بعد میں انہوں نے پاکستان ٹی وی پر اپنی قوم سے اپنے کردار کیلئے معافی مانگی۔ یہ خبر سرکاری ٹیلی ویژن نے دی۔

عبدالقدیر خان کے اقبالی جرم کے باوجود بہت سے پاکستانیوں کا خیال ہے کہ پاکستانی ایٹم بم کے بانی اور قومی ہیرو کی تذلیل نہیں کی جانی چاہئے۔ عبدالقدیر خان کو پچھلے دنوں صدر کے مشیر کے عہدہ سے برطرف کر دیا گیا تھا۔ انٹیلی جنس ذرائع کا کہنا ہے کہ خان کے خلاف کافی ثبوت ہیں۔ جن کی بنیاد پر ان پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے لیکن ان پر مقدمہ چلانا ایک حساس معاملہ ہے۔ کیونکہ ملک کے عوام ان کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ شدت پسند اسلامی پارٹیوں نے خان کی برطرفی کے خلاف ملک گیر ہڑتال کا نعرہ دیا ہے اور عام لوگ بھی ناراض ہیں۔ سرکار پر الزام ہے کہ سرکار امریکی حکام کے مطابق عمل کر رہی ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ سرکار کی اس کارروائی کے نتیجہ میں سیاسی اپوزیشن کو تقویت ملے گی جو صدر مشرف کو امریکی پٹھو کہتی ہے۔ دریں اثنا صدر پرویز مشرف نے عبدالقدیر خان کو معافی دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ اُدھر صدر بُش نے پاکستانی سائنسدان کے ایٹمی راز بیچنے پر اس پر پھٹکار ڈالتے ہوئے آئندہ کیلئے ایٹمی ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کے خلاف نئے اقدامات کا اعلان کیا ہے۔

صدام کی گرفتاری کے بعد

امریکی فوج نے ۱۴ ردسمبر ۲۰۰۳ء کو صدام حسین کو ان کے آبائی قصبہ تکرت سے گرفتار کر لیا تھا اور اس سے پہلے جولائی ۲۰۰۳ء کو اُن کے دونوں بیٹوں کا قتل کر دیا تھا۔ سمجھا جا رہا تھا کہ صدام حسین کی گرفتاری کے بعد ان کی فوجوں کا حوصلہ پست ہو جائیگا اور امریکی فوج پر حملوں میں وہ شدت نہ رہے گی لیکن اس کے اُلٹ صدام حسین کی گرفتاری کے بعد امریکی فوج پر حملے پہلے سے بڑھ گئے ہیں جو ذیل کے گوشوارے سے ثابت ہے۔

☆.....۱۴ ردسمبر کو بغداد کے مغربی شہر خلدیہ میں ایک پولیس سٹیشن پر حملہ ہوا جس میں ۱۷ لوگ مارے گئے۔

☆.....۱۸ رجنوری کو بغداد میں صدام حسین کے محل (جو اب امریکی فوج کے قبضہ میں ہے) پر ایک دھماکہ ہوا جس میں ۱۸ سے زیادہ لوگوں کی موت ہوئی۔ ☆..... یکم فروری کو عراق کے شمالی شہر اربل کے کُرد علاقے کے خودکش حملہ میں ۱۰۰ سے زیادہ لوگ مارے گئے۔ ☆.....۱۰ رفروری بغداد کے قریب شیعہ علاقے میں سکندریہ کے ایک پولیس سٹیشن کے پاس ہوئے بم دھماکے میں ۵۵ لوگوں کی جانیں گئیں۔ ☆.....۱۱ رفروری ۲۰۰۴ء بغداد میں ایک کار بم میں ۴۷ لوگوں کی موت ہوگئی۔ دھماکہ اس وقت ہوا جب عراقی فوج میں بھرتی چل رہی تھی۔ اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔☆

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 53 Tuesday, 17 Feb. 2004 Issue No : 7

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

دیوبند اور دیوبندی علماء

اسلام کو اپنی سیاسی روٹیاں سینکنے کیلئے استعمال کرتے ہیں

ذیل میں ہم جناب بشیر کاشمیری کا مضمون سرینگر ٹائمز ۴-۵/اکتوبر ۲۰۰۳ء سے دو اقساط میں شائع کر رہے ہیں۔ اوپر کا عنوان سرینگر ٹائمز کا ہے جبکہ نیچے کا عنوان درج ذیل مضمون پڑھ کر ہم نے لگایا ہے۔ (ادارہ)

حال ہی میں جب آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی صدر سونیا گاندھی نے مشہور دیوبندی عالم مولانا انظر شاہ صاحب کو یوپی کانگریس کا نائب صدر مقرر کرلیا تو عام کشمیری مسلمان حیران و ششدر ہو کر رہ گئے نتیجتاً انہوں نے مقامی اخبارات کے ذریعے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ساتھ ہی یہاں کے چند اخبارات (جن میں سرینگر ٹائمز بھی شامل ہے) نے اس episode پر نہایت بے باکانہ تبصرہ کیا لیکن جو حضرات دارالعلوم دیوبند کی سیاسی تاریخ سے واقف ہیں اُن کیلئے یہ episode قطعاً حیران کن نہیں ہے وہ حضرات اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ دارالعلوم دیوبند پچھلے ۸۰ سال سے کانگریس کا گڑھ رہ چکا ہے جماعت اسلامی پاکستان کے ترجمان ''چراغ راہ'' کا کہنا ہے کہ ''دیوبند متحدہ قومیت کے فتنے کا مرکز'' تھا۔

۱۹۱۹ء میں دیوبندی علماء حضرات نے ''جمعیت علماء ہند'' کے نام سے ایک جماعت کا قیام عمل میں لایا اس جماعت کے لیڈران کرام میں مفتی کفایت اللہ، مولانا احمد سعید، مولانا فسیر الزمان، مولانا آزاد سبحانی، مولانا عزیز گل پشاوری، مولانا انور شاہ کاشمیری، مولانا تاج محمد سندھی، مولانا مولا بخش امرتسری، مولانا محمد صادق کراچی، مولانا اسعد اللہ پانی پتی، مولانا محمود الحسن دیوبندی، مولانا عبدالحلیم صدیقی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا خدا بخش مظفرپوری، مولانا سید داؤد غزنوی، حکیم اجمل خان جیسے حضرات نہایت مشہور تھے اور یہی حضرات بعد میں کانگریس پارٹی کے روح رواں بن گئے۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں جمعیت علماء ہند نے اپنے سالانہ اجلاس (منعقدہ امروہہ یوپی) میں کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کا باضابطہ اعلان کیا اسی طرح دیوبندی علماء حضرات نے شری موہن داس کرم چند گاندھی المعروف مہاتما گاندھی کی لیڈرشپ کو تسلیم کرلیا اور اب تک کانگریس کا ساتھ نبھا رہے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدنی ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۵۷ء تک جمعیت علماء دیوبند کے صدر رہے اور اس ناطے سے کانگریس کے روح رواں رہے انہوں نے ۸ جنوری ۱۹۳۸ء کو صدر بازار دہلی (نزد یک پل بنگش) کے ایک جلسہ عام میں فرمایا کہ ''ملتیں وطن سے بنتی ہیں مذہب سے نہیں'' اس تقریر کی رپورٹ جب اخبار ''الفاری'' اور ''تیج'' میں شائع ہوئی تو اس پر علامہ اقبال سیخ پا ہوئے اور انہوں نے مولانا حسین احمد مدنی کو یوں ہدف تنقید بنایا۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ ز دیوبند
حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

نیز اس ضمن میں یوں فرمایا:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے۔
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے روزنامہ ''احسان'' لاہور (۹ مارچ ۱۹۳۸ء) میں ایک مضمون لکھا جس میں حسین احمد مدنی کے رول پر کڑی تنقید کی۔

جمعیت علمائے ہند کے ایک اور نامور لیڈر مولانا سید داؤد غزنوی تھے وہ عرصہ دراز تک پنجاب کانگریس کمیٹی کے صدر رہے اور قیام پاکستان کے کٹر مخالفین میں شمار ہوتے تھے۔ مشہور اہلحدیث عالم مولانا عنایت اللہ گجراتی کا بیان ہے کہ مولانا سید داؤد غزنوی ہمیشہ ہندوؤں کے نرغے میں رہتے تھے۔ اُن کے کام کرتے رہتے تھے اور مسلمانوں کو منہ نہیں لگاتے تھے۔ تقریباً یہی حال جمعیت علمائے ہند سے وابستہ دوسرے حضرات کا تھا ان میں مولانا عبداللطیف کرتپوری (صدر ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی بجنور یوپی) مولانا عبدالمنان (صدر ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی نواب شاہ) مولانا محمد ...جان (صدر ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی گورکھپور) وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے۔

قیام پاکستان سے قبل کے ایام میں دیوبندی علماء مولانا احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ، مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی، مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا داؤد غزنوی، مولانا نذر علی گورکھپور، مولانا تاج الدین انصاری، مولانا سید محمد میاں، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا محمد عماد الدین، مولانا حافظ محمد ابراہیم، مولانا اعزاز علی امروہوی، مولانا عبداللطیف کرتپوری، مولانا عبدالرشید اشک، مولانا اخلاق حسین قاسمی، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا عبدالغنی ڈار، مولانا اسعد مدنی، مولانا بشیر احمد بھٹہ، مولانا شوکت عثمانی، علامہ انور صابری، مولانا عبدالرحیم پشاوری، مولانا شفیع داؤدی، مولانا نعیم لدھیانوی، مولانا سید فخر الدین وغیرہ نے مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو کی قیادت میں کانگریس کاز کو آگے بڑھانے کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی حتی کہ مہاتما گاندھی کو دہلی کی جامع مسجد کے منبر سے بھاشن دینے کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی۔ اس کے برعکس جب آل انڈیا مسلم لیگ نے دہلی میں اپنا سالانہ جلسہ (۱۹۳۰ء) منعقد کیا تو جمعیت علمائے ہند کے مولویوں اور کانگریسی غنڈوں نے مل کر اس کے سٹیج پر دھاوا بول دیا اور زبردست توڑ پھوڑ کی۔ مجبور ہو کر مسلم لیگ نے فتح پوری مسجد کے صحن میں اپنا جلسہ منعقد کیا۔ اس کے ساتھ ہی مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے کلکتہ کے ''مدرسہ عالیہ'' کے مقابل پر وہاں کی جامع مسجد (جو ''مسجد ناخدا'' کے نام سے مشہور تھی) میں ایک عربی مدرسہ کھول دیا جس کا افتتاح مہاتما گاندھی کے ہاتھوں سے کرایا۔ اسی طرح اس قبیل کے علماء اور کانگریس نواز لیڈروں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مقابل پر جامعہ ملیہ اسلامیہ کا قیام عمل میں لایا کیونکہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سٹاف اور طلباء نے کانگریس نواز مولویوں اور لیڈروں کی ایک نہ چلنے دی اور قائداعظم محمد علی جناح کا بھرپور ساتھ دیا۔

مشہور دیوبندی احراری لیڈر مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری (اُن کے آباء واجداد کریری پٹن کے رہنے والے تھے) نے مسجد خیرالدین (ہال بازار امرتسر) میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

''میں گاندھی جی کو بالقوت نبی مانتا ہوں''
(نعوذ باللہ من ذالک)

دیوبندی علماء کے معتقد کانگریسی لیڈروں نے گاندھی جی کو نہ صرف ''مجدد'' قرار دے دیا بلکہ ''امام مہدی'' بھی قرار دیدیا (نعوذ باللہ من ذالک) اس کے برعکس قائداعظم محمد علی جناح کو نہ صرف ''رافضی'' اور ''کرسچن'' کے ناموں سے پکارا بلکہ ''کافر اعظم'' قرار دے دیا چنانچہ جمعیت علمائے ہند کے ایک مشہور لیڈر مولانا مظہر علی خان اظہر نے قائداعظم کے بارے میں یوں کا اظہار کیا۔

ایک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائداعظم ہے کہ ہے کافر اعظم

دیوبندی لیڈروں اور اُن کے حلیف احراریوں نے ہمیشہ محمد علی جناح کا تمسخر اڑایا اور انہیں مسٹر جینا کے نام سے پکارنا اپنی عادت بنالیا نیز یہاں تک کہہ دیا کہ

''دس ہزار جناح اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں''
(بحوالہ ''چمنستان'' ص ۱۶۵ از مولانا ظفر علی خان، لاہور پاکستان)

اس کے برعکس انہوں نے زندگی بھر مدن موہن مالویہ (بانی بنارس ہندو یونیورسٹی و بانی صدر گئو رکھشا سمتی بھارت) بابو راجندر پرشاد (بھارت کے اولین راشٹرپتی) آچاریہ کرپلانی، لالہ لاجپت رائے، پرشوتم داس ٹنڈن، راج گوپال آچاریہ، مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو جیسے کانگریسی لیڈروں کی مدح خوانی کی یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے بلند پایہ صحافی اور لیڈر مولانا ظفر علی خان (ایڈیٹر اخبار ''زمیندار'' لاہور) نے مجلس احرار اور اس کے لیڈر مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے بارے میں یوں فرمایا۔

نہرو جو کہ دولہا تو دلہن مجلس احرار
ہو پیر بخاری کو مبارک یہ عروسی
ہندوؤں سے ہے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے
ہے گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے

چونکہ مجلس احرار کے سرکردہ لیڈر صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے تھے اس لئے مولانا ظفر علی خان نے یوں فرمایا۔

حرف پنجاب میں ناموس نبی پر آیا
قائم اس ظلم کی بنیاد ان اشرار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
تو یہ سب ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

قیام پاکستان کے بعد کانگریسی لیڈر مہاتما گاندھی کو آر ایس ایس کے کارکن ناتھو رام گوڈسے نے قتل کیا تو اس پر مشہور دیوبندی لیڈر مولانا اقبال احمد سہیل نے گاندھی جی کی شان میں یوں فرمایا:

تیری شان کون گھٹا سکے
اُسے خود خدا نے بڑھا دیا
کہ تجھے بقائے دوام دی
کہ تجھے بقائے دوام دی
تجھے منصب شہداء دیا

(ماہنامہ ''فاران'' کراچی ۵۳ (نومبر ۱۹۵۳ء)

باقی صفحہ: (۱۶)